श्री सद्गुरु देवाय नमः

شری پرم ہنس ادویت مت کا

ماہوار رسالہ

آنند سندیش

شری آنندپور ٹرسٹ



APRIL 1978

PRICE 50 Paise

شری ستگورو دیوائے نمہ

شری پرم ہنس ادویت مت کا

آنند سندیش

ماہوار رسالہ — شری آنند پور

جلد ۲۵ — نمبر ۱۲

فہرست مضامین

اپریل ۱۹۷۸ء

مالک :- شری آنند پور ٹرسٹ

سالانہ چندہ چھ (۶) روپے

فی پرچہ پچاس پیسے

سمپادک مہاتما یوگ آتمانند

غیر ممالک سے :- سالانہ چندہ پندرہ روپے

سالنامہ ایک روپیہ

پرنٹر پبلشر شری آنند پور ٹرسٹ : مقام آنند پور ضلع گنہ مدھیہ پردیش

مطبوعہ : جمال پرنٹنگ پریس دہلی

کاریالیہ آنند سندیش سے حسب ذیل پستکیں ہر وقت مل سکتی ہیں

سنت سنگ کی پستکیں

شری پرم ہنس ادویت مت گرنتھ بڑا ہندی۔ انگریزی اور سندھی ... ۱۶-۰۰

بھگتی ساگر اردو، ہندی۔ گورمکھی اور مرہٹی ... ۵-۰۰

بھگتی سار - ہندی ... ۵-۰۰

آنند رامائن بھاگ پہلا۔ دوسرا و تیسرا ایک ہی جلد میں ہندی ... ۵-۰۰

آنند رامائن چوتھا بھاگ مجلد ہندی ... ۵-۰۰

آنند درشٹانت سندیش ہندی بھاگ پہلا ... ۵-۰۰

" " " " دوسرا ... ۶-۰۰

آنند سار بانی ہندی ... ۴-۰۰

شانتی بچن بھنڈار ہندی۔ گورمکھی اور سندھی ... ۵-۰۰

بھگتی دیپک ہندی۔ اردو۔ گورمکھی ... ۴-۰۰

آنند شبد سار۔ ہندی اور " ... ۳-۰۰

گوربانی سار (ہندی و گورمکھی مشترکہ) ... ۲-۰۰

شری پرم ہنس ادویت مت چھوٹا ہندی و انگریزی ... ۱-۰۰

بچن ساگر ہندی۔ اردو و گورمکھی ... ۱-۰۰

سہج ساگر ہندی۔ گورمکھی اور سندھی ... ۱-۰۰

دس سے وی وائیز انگریزی ... ۰-۵۰

اور ریل ڈیوٹی انگریزی ... ۲-۰۰

ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا

بھجنوں کے گٹکے

آنند شبد مالا ہندی و گورمکھی پہلا بھاگ ۱-۵۰

" " " " " دوسرا " ۱-۵۰

آنند بھجناولی ہندی۔ اردو اور گورمکھی ۱-۵۰

پریم شبداولی " " " ۱-۵۰

(ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا)

ملنے کا پتہ۔ کاریالیہ آنند سندیش ڈاکخانہ شری آنندپور ضلع گنہ (ایم پی)

شری ستگورو دیوائے نمہ

شری پرم ہنس ادویت مت کا

آنند سندیش

ماھوار رسالہ	شری آنندپور

جلد ۲۵	اپریل ۱۹۷۸ء بمطابق ماہ بیساکھ سمت ۲۰۳۵ بکرمی	نمبر ۱۲

شری گورو وندنا

دوھا

۱:- شری گورو چرن سروج یُگ	وِنے کروں کر جور
جیہی سیوت ناشئیں سبھی	موٹے اوگُن مور

۲:- چرن نکھ پنی وندووں	منی مئے جیوتی اپار
جن کے سُمرن دھیان سے	مِٹے سکل اندھار

۳:- پاپ نوارن دُکھ ہرن	بھو بھئے بھنجن ناتھ
سُکھدائی نج بھگت کے	سدا رہو سنگ ساتھ

۴:- بھٹک بھٹک سنسار میں　　　بھوگے بہو پت کلیش
شرن ملی گورو دیو کی　　　رہا نہ دُکھ کا لیش

۵:- چرن کمل گورو دیو کے　　　ہمری اوٹ آدھار
اور نہ کوئی آس ہے　　　رکشک گورو ہمار

۶:- یہ ستگورو کی ہے دیا　　　آپ ہی باہنہ پکڑی
بھُولے بھٹکے جیو کو　　　چرن شرن بخشی

۷:- موہ کا پھندا کاٹ کر　　　بندھن رہت کیا
جم ظالم کی قید سے　　　جیو چھُڑائے لیا

۸:- جیوتی سروپ پرکاش میئے　　　ناشک تم اگیان
اگھ اوگن سب کھئے کرن　　　گُن دائیک گُن کھان

۹:- دوش دلن کلی مل ہرن　　　ناشن سب اپرادھ
ہرو سدا نج بھکت کے　　　آدھ ویادھ اُپادھ

۱۰:- مُکتی دھام تمرے چرن　　　تیرتھ اتی مہان
سِنچے کر سیوے جو کوئی　　　ہوئے بیگ کلیان

۱۱:- تُم دیال داتا پربھو　　　مَیں بھکشک اَتی رنک
بخشو اپنے بھنڈار سے　　　پریم بھگتی کو انک

۱۲:- بھو جل میں ہم ڈوبتے　　　سُنے نہ کوئی پُکار
گہو بانہہ تارن ترن　　　کاڈھو کاڈھن ہار

۱۳:- بچھڑے جنم انیک کے　　　تُم ہی میلُو ناتھ
لوک پرلوک میں ایک تم　　　رہو سدا سنگ ساتھ

۱۴:۔ دین جان نہیں پر ہرو — کرپا نا نہ سُکھ دھام
جیوں بھاوے تیوں راکھ لو — اَور نہ سُوجھے ٹھام

۱۵:۔ بِرداولی تمہاری سُن — آیا تمہرے دُوار
مم اوگن چیتو نہیں — اپنو بِرد سمبھار

۱۶:۔ تُم سا اور دیال نہیں — تین لوک کے مانہہ
دُکھ ہرتا کوئی اور نہ — جسے کروں جس پانہہ

۱۷:۔ تُمہری اوٹ میں آئے کر — جے نہ ہوئے بھرم ناس
سنگھ شرن کیوں لیجئے — جو رہے سیار کو تراس

۱۸:۔ میلہو داس داس کو — اپنے چرنن ساتھ
نیچ کو سیوک کی پربھو! — بیچ تمہارے ہاتھ

(دانی شبنم)

شری پرم ہنس امرت کتھا

(مُسلسل)

دوہا

شری گورو چرن سروج میں — وندنا بار مبار
جن کے سپرش ماتر سے — جیو ہوئیں بھو پار
پرم ہنس گورو دیو جی — دھروں چرن میں سیس
نج کرونا سے کیجیئے — پریم بھگتی بخشیں
دِنکر ہیں پرمارتھ کے — اُدت ہوئے جگ ماہیں
شری پرم ہنس دیال جی — جن سم دُوجا ناہیں
ادویت پتھ درشائے کے — کیئو سو منگل کاج
دوویت تریت کے تمِر کو — دُور کیا مہاراج
پریم بھگتی پتھ دڑھ کیئو — شری دیالو کرونیس
چرن شرن میں ٹھور دی — دین بندھو پرمیش
آتم سُکھ کی سمپدا — مُکت ہست دین دان
کرونا سندھو جگت ہیں — شری پرم ہنس مہان
کلی مل کلش وِبھنجنا — سُکھ کے سدن گورو دیو.

کال کی تراس بڑا رہی | توُ چرنن کی سیو
موہے ستگور دیجیے | سد بُدھی سد گیان
بھٹک نہ جاؤں باٹ میں | بُدھی ہین نادان
نج آنچل پھیلائے کر | آیا تمرے دُوار
آس لگائے ہوں کھڑا | تیرے بھرے بھنڈار
بیتھ پردرشک آپ ہیں | دا آنند اس انجان
چاہے جدھر بھی لے چلو | سب بدھ ہم کلیان

شری شری ۱۰۸ شری سوامی آدویت آنند جی مہاراج پرم پادشاہی شری پرم ہنس دیال جی مہاراج کے پاک پوتر قدموں میں میرا کوٹ کوٹ نمسکار اور ڈنڈوت پرنام ہے۔ آپ نے دُھر دھام یعنی عرشِ مُعلےٰ سے اُتر کر مانش رُوپ کو دھارن کیا۔ اور اس دُھرا دھام پر آکر خوابِ غفلت میں سوئے ہوئے لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے کٹھن تپسیا اور سادھنا کی۔ پاؤں پیادہ یعنی پیدل یاترا کرتے ہوئے بہار پرانت سے چل کر اُتر پردیش کو پچتایا پھر مارواڑ۔ راجستھان کے لوگوں کو رُوحانیت و پرمارتھ کا سندیش دیا۔ پھر اُدھر سے پنجاب کا بھرمن کرتے ہوئے صُوبہ سرحد میں جگہ جگہ سچے نام کا ڈنکا بجایا۔ اور سب جگہ اپنے اُپدیشیں امرت کی دھارا کو بہا کر بیشمار رُوحوں کو رُوحانیت و پرمارتھ کا فیض پہنچایا۔

آپ کے انینہ پرم شردھالو بھگتوں میں سے ایک بھگت صاحب چند جی بھی تھے۔ بھگت صاحب چند جی کی گہری شردھا انینہ انوراگ اور اچل بشواس سے آپ از حد خوش تھے۔ بھگت صاحب چند جی نے شری آرتی واستو تر آپ کی کرپا سے رچ کر آپ کے چرنوں میں سمرپت کیئے۔ جنکو آپ نے بڑے پریم و دھیان سے پڑھا۔ اُس نے شری آرتی کے پرتھم پد میں لکھا تھا۔ کہ:-

"پرمارتھ ہت اوتار جگت ہیں گوروجی نے ہے لینھا
ہم جیسے مُورکھن کو گرہی درشن دینا"

شری پرم ہنس دیال جی نے فرمایا: "بھگت صاحب چند جی! آپ پُورن سنت مہاپُرشوں کی شرن سنگت پراپت کر چکے ہیں۔ اس لئے آپ مُورکھ نہیں بلکہ بھاگشالی ہو۔ لہٰذا "مُورکھن" کی بجائے "بھاگین" (یعنی بھاگشالی) لکھ کر پُوری لائن اس طرح پڑھو: "ہم جیسے بھاگین کو۔ گرہی درشن دینھا۔

اُس نے بموجب حُکم شری آرتی کی اُس لائن میں درستی کر دی۔ شری پرم ہنس دیال جی مہاراج اپنی سمپردائے کے گہرے رازوں و بھگتی پرمارتھ کے بھیدوں کو اس آرتی و استوتر میں پاکر اتینت پرسن ہوئے اور فرمایا "یہ آرتی و استوتر سدا کے لئے اس سمپردائے میں قابلِ تعظیم و قابلِ قبول ہوں گے"۔ شری وچنوں کے مطابق یہی آرتی۔ استوتر آج تک گھر گھر ہر گاؤں و شہر میں سمپردائے کے ہر ایک آشرم میں و دیگر جہاں تہاں بھی اس سمپردائے کے انویائی ہیں۔ صبح و شام پُوجا کے وقت گائی جاتی ہے۔

آرتی کا مطلب ہے کہ۔ آ + رتی۔ آ کے معنی سب طرف سے الگ ہو کر یعنی یکسوئی و یکرُخی سے۔ رتی معنی پریم۔ مطلب پریم میں شرابور ہو کر اشٹ دیو بھگوان کی استُتی کرنا۔ اس آرتی اور استوتر میں رُوحانیت کے گہرے رموز مخفی ہیں۔ ذیل میں آرتی و استوتر کو درج کر کے بعد میں اُن کے معنی بھی درج کئے جا رہے ہیں۔ تاکہ پریمیوں کو ان کے معنی سمجھنے میں آسانی ہو۔

آرتی

اوم جے شری جگ تارن سوامی جے شری جگ تارن

شُبھ لگ کے اُپدیشک　　یم تراس نوارن ۔ اوم .....

۱۔ پرمارتھ ہت اوتار جگت ہیں　　گورو جی نے ہے لیتھا ۔ میرے سوامی جی نے ہے لیتھا
ہم جیسے بھاگین کو　　گرہی درشن دیتھا ۔ اوم ....

۲۔ کلی کُٹل جیو نستارن کو ۔ پربھو سنت سُروپ دھر کے ۔ سوامی سنت سُروپ دھر کے
آتم گوورشا وتا　　کل دھوئیں ۔ ہیں من کے ۔ اوم ....

۳۔ آپ پاپ ترے تاپ گئے　　جو گورو شرنی آئے ۔ میرے سوامی شرنی آئے
گورو جی سے لعل امولک　　تس جن نے پائے ۔ اوم .....

۴۔ سہج سمادھ ۔ اناہت دُھنی ۔ جب اجپا بتلائے ۔ سوامی اجپا بتلائے
پرانا یام کی لہریں میرے من بھائے ۔ اوم ....

۵۔ ہری کرپا کر جنم دیو　　جگ ماتا پتا دُوارے ۔ سوامی ماتا پتا دوارے
اُن سے ادھک گورو جی ہیں ۔ بھو بندھ سے تارے ۔ اوم ....

۶۔ تُلے کی وستو گُنن ٹھہراوے　　گورو کے شبد شر سے ۔ ستگورو کے شبد شر سے
سو سُو راسو پُورا ۔ پل میں وہ برتے ۔ اوم ....

۷۔ تنت سینہہ　پریم کی باتی ۔ یوگ اگن جن کے ۔ سوامی یوگ اگن جن کے
آرتی لائق سو جن　جو ہیں شُدھ من کے ۔ اوم ....

۸۔ شری پرم ہنس ستگورو جی کی آرتی ۔ اشٹ پدی رچ کے ۔ سوامی اشٹپدی رچ کے
صاحب چند نے گائی ۔ پدرج سبج کر کے ۔ اوم ....

معنی

اوم ۔ ہے جگت کی اُتپتی ۔ استھتی اور پرلے کرنے والے ۔ سروّدرکشک!
ٹیک ۔ اے سنسار کو بھوّ سے ترانے والے اِشٹدیو مالک! آپ کی جے ہو ۔

آپ ست مارگ یعنی صحیح راستہ (نجات کا راستہ) بتانے والے ہیں۔ اور مہا کال سے نجات دلانے والے ہیں۔

۱۔ آپ نے پراُپکار کے لئے ہی اس سنسار میں اوتار دھارن کیا ہے۔ ہم جیسے خوش نصیب (جو جیو ستگورو کی چرن شرن پراپت کر چکے ہیں) جیووں کو گھر بیٹھے ہی شری درشن دے کر کرتارتھ کیا ہے۔ ارتھات ہم جیووں کو بھولوک پر درشن دے کر ہمیں بھاگیشالی بنایا ہے۔

۲۔ کل جُگ کے کٹھور (چھل۔کپٹ) سبھاؤ والے جیووں کا اُدھار کرنے کے لئے آپ سنت رُوپ میں اوترت ہوئے ہیں۔ من کی ملیناؤں کو دُور کر۔ آتما کا ساکشاتکار کراتے ہیں۔

۳۔ جو جیو ستگورو کی چرن شرن گرہن کر لیتا ہے۔ وہ آدھی دیوک۔ آدھی بھوتک۔ ادھیاتمک۔ تینوں تاپوں سے مُکت ہو جاتا ہے۔ اور وہ سیوک ستگورو دیو جی سے انمول۔ نام۔ شبد۔ رُوپی لعل پراپت کرتا ہے۔

۴۔ سہج سمادھی۔ اناہت دُھنی اور اجپا جاپ۔ یہ تینوں یُکتیاں (سُرت شبد یوگ کے ابھیاس کے طریقے) ستگورو دیو جی بتلاتے ہیں۔ ان کے ذریعہ باطنی نُور جلوہ نما ہوتا ہے۔ اِن یکتیوں کے علاوہ پرانایام ارتھات سانس کو مستک میں لے جانا اور ٹھہرانا اور واپس لانے کا طریقہ اور ضربی پرانایام بھی سکھلاتے ہیں جب یہ پرانایام صحیح طور پر چل پڑتا ہے تو من آنند کی لہروں میں جھوم اُٹھتا ہے۔ یہی لہریں آپ کے داسوں کو بہت پیاری لگتی ہیں۔

۵۔ پرمیشور نے تو ہمیں کرپا کر کے ماں۔ باپ کے گھر میں جنم دیا۔ لیکن آپ تو اُن سے بھی زیادہ بہی خواہ ہمیں مِل گئے۔ جو کہ ہم جیووں کو پیدائش اور موت کے

عذاب سے رہائی دلاتے ہیں۔

۶۔ جو سادھک پنڈ دیش میں پھیلی ہوئی سُرت کو پھر سے ستگورو دیو جی کے دئے ہوئے شبد رُوپی بان رُوا لا برہمانڈ دیش میں لے جاتا اور ٹھہراتا ہے۔ وہ سُور بیر ہے۔ پُورن ہے اور وہ شکتی شالی بن کر سب کام کرتا ہے۔

۷۔ تت اسینہہ یعنی گیان رُوپی تیل۔ پریم رُوپی بتی اور سُرت شبد یوگ کی اگنی کے دوارا جنہوں نے اپنے اندر دیپک جلا لیا ہے۔ اور جن کا من نرمل ہو گیا ہے وہ ہی اپنے ستگورو دیو جی کی اپنے باطن میں آرتی اتارنے کے یوگ ہیں۔

۸۔ شری پرم ہنس ستگورو دیو جی کی یہ آٹھ پدوں کی آرتی داس انند داس صاحب چند نے اُن کی چرن دھول کو ماتھے چڑھا کر کے یعنی ستگورو دیو جی کی کرپا درشٹی سے گائی ہے۔

استوتر

۱۔ جے ست چت آنند مُورتی　　　سوامی جی کے چرن وندنم
جو دے اُپدیش کلیش ناشیں　　　کلی کے کلش وبھنجنم

۲۔ جو گیان پردہ۔ وگیان دائیک　　　گھائیکم سب دُش کرتم
یُت یوگ بھوگہیں روگ جاہیں　　　سُکھ دُکھ سم اری متم

۳۔ پرمارتھ پتھ بھید وید کے　　　کھید بن جو دائیکم
شرن گت کے بھرم ہتا کے　　　ست ہی کے کرلائیکم

۴۔ نرملیہ دل اَمل اَچل پد مُبج　　　ستگورو کو جو دھیا وتم
سُکھ سولیشی سوگتی سُبدھی سو شانتی　　　ربن پریاس سو پاوتم

۵۔ ہے جگ جنم سپھل تس کا　　　جو گورو پد رج من لاوہیں

جیوں پارس پرس گودھات سُدھرے — تیوں پھر جنم نہ آوِہیں

۶ - دیا کے سندھو جیوں سیتل اندو جیوں — اوم کے بندو جیوں بھاسم
تیج مئی بھان جیوں وِدیا کی کھان جیوں — اہرنس دھیان ہیں واستم

۷ - پرم دھرم شری ستگورو کی سیوا — وِدت نرک یذا رتم
جا سو شبد بھو بندھن کاٹت — سمجھ پرٹت ایہہ کارنم

۸ - سنت مہاتما اور بُدھ جن — وید پُران ایہہ گاوِہیں
پربھو سے ادھک گورو جو سیوت — سو نشچے پربھ پاوِہیں

۹ - شُک سنکادک دھرنارد آدک — گورو اُپدیش تے امرتم
رشی مُنی جن پراکرت جگ ہیں — نے دیکھتا پربھو سُمرتم

۱۰ - گورو دیش دِک پد اہرنس گاوت — دسوں دِش بھرم دُکھ جارتم
گورو پد جلج اتی من جا کو — صاحب چند اُچارتم

۱- میرے ستگورو! آپ رست) اجر- امر سدا انگ سنگ ہیں (چت گیان سروپ ہیں۔ اور آنند ندھان ہیں۔ آپ کی جے ہو۔ آپ کے چرن کملوں میں میرا پرنام ہو۔ آپ اپنے اُپدیش سے میرے کلیش اور کشٹوں کا یعنی کلی جُگ کے پاپوں کا ناش کرنے ہارے ہیں۔

۲- آپ سمپورن گیان اور وگیان یعنی وشیش گیان کے بھنڈار ہیں۔ سب دُش کرموں کے وناشک ہیں۔ یوگ سے یُکت ہو کر سنسار کے بھوگوں کو روگ رُوپ جانتے ہیں۔ آپ کی نگاہ میں سُکھ اور دُکھ۔ دُشمن اور دوست یکساں ہیں۔

۳- پرمارتھ کے مارگ میں ویدوں کے جو گوڑھ بھید ہیں۔ انہیں آپ بغیر تکلیف کے یعنی بڑی آسانی سے سمجھاتے ہیں۔ آپ شرن میں آئے ہوئے جیووں کے

سنشے بھرم کا ناش کر کے اُنھیں ست کا پاتر بناتے ہیں۔

۴۔ چندن کے پتے کے سمان نرمل اور ایک رس آپ کے شری چرن کملوں کا جو دھیان کرتا ہے۔ اُسے پرم سکھ۔ وِمل یش۔ مُکتی۔ اچھی بدھی اور پورن شانتی بغیر کشٹ اُٹھائے خود بخود حاصل ہو جاتی ہے۔

۵۔ سنسار میں اُسی کا جیون سپھل ہے۔ جس نے گورو چرن دھولی کو مستک پر دھارن کیا۔ وہ بھگت بھی "جیسے لوہا پارس کو چھو کر سونا بن جاتا ہے" ویسے ہی آواگون کے چکر سے نجات پا لیتا ہے۔

۶۔ آپ دیا کے ساگر ہیں۔ ٹھنڈک میں مثل چاند ہیں۔ اور تینوں گنوں ارتھات ست۔ رج۔ تم سے نیارے رہ کر اوم کے بندو کی طرح خوبصورت لگتے ہیں۔ آپ کا تیج سورج کی مانند ہے۔ وِدیا کے بھنڈار ہیں۔ آپ کا دھیان سدا میرے دِل میں بسا رہے۔

۷۔ شری ستگورو جی کی سیوا پرم دھرم ہے اور یہ دھرم ہی جیو کو نرک کے ڈنڈوں سے نجات دلانے والا ہے۔ گورو کا شبد سنسار بندھن کو کاٹتا ہے اور اُس کے ذریعہ ہی بھو بندھن کا جو بنیادی سبب ہے وہ سمجھ میں آنے لگتا ہے۔

۸۔ سنت مہاتما اور ودوان پرش۔ چار وید (رگ۔ شام۔ یجر۔ اتھرو) اور اٹھارہ پران اسی حقیقت کا بکھان کر رہے ہیں۔ کہ جو سادھک پربھو سے بھی بڑھ کر گورو کی سیوا کرتا ہے۔ وہ یقیناً پربھو کو پا لیتا ہے۔

۹۔ شری ویاس جی کے پُتر۔ شری برہما جی کے چار مانس پُتر (سنک۔ سنندن۔ سناتن۔ سنت کمار) بھگت دھرو۔ دیو رشی نارد اور تمبرو

بھی گورو دیکشا لے کر ہی امر پد کو پراپت ہوئے ۔ رشی مُنی و عام جیو جو بھی دُنیا میں پیدا ہوئے سب نے گورو دیکشا لے کر ہی بھگوان کی بھگتی میں کامیابی حاصل کی ۔

۱۰ ۔ شری ستگورو دیو جی کی جہما کے اِن دس پدوں کو جو آٹھوں پہر گاتا ہے ۔ اُس کے دسوں اطراف کے دُکھ اور بھرم دُور ہو جاتے ہیں ۔ شری گورو چرن کملوں کے بھنورے صاحب چند جی نے اِن پدوں کو رچ کر گایا ہے ۔

(باقی آئیندہ)



اطلاع

نیا سمت ۔ ۲۶ ر چیت سمت ۲۰۳۵ بکرمی مطابق ۸ ر اپریل ۱۹۷۸ء سنیچر وار بیساکھی ۔ ماہ بیساکھ سمت ۲۰۳۵ بکرمی کی سنکرانت ۱۲ ر اپریل ،، ویروار رام نومی ۔ چیت شُدی نومی ۵ ر بیساکھ سمت ۲۰۳۵ بکرمی ۱۷ ر اپریل ۱۹۷۸ء سوموار ماہ جیٹھ سمت ۲۰۳۵ بکرمی کی سنکرانت ۱۴ ر مئی ۱۹۷۸ء اتوار

کلیان مارگ

مانش دیہہ کی پوری قدر کرو

مالک نے تمہیں مانش دیہہ رُوپی بیش قیمتی گھر پردان کیا ہے ۔ اور اُسے انمول فرنیچر سے سجا بھی دیا ہے ۔ مالک کی بخشی ہوئی اس بہو مولیہ دات کی پوری پوری قدر کروگے اور صحیح قیمت پاؤگے تو درگاہ میں سُرخرو ہو کر جاؤگے ۔ اور دونوں لوک میں تمہاری عزت ہوگی ۔ (۱۰۸)

تشریح :- سنسار میں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ہر شخص نفع چاہتا ہے ۔ نقصان کوئی بھی نہیں چاہتا لیکن حالت اس کے برعکس ہے ۔ وجہ یہ کہ عام دُنیا کو نفع ، نقصان کی تمیز ہی نہیں ہے ۔ کروڑوں میں سے کسی ایک بڑے شخص کو وقت کے سنت مہاپُرشوں کی سنگت کرنے سے یہ بھید معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں نفع کیا ہے اور نقصان کیا ؟ ورنہ عام دُنیا حقیقت سے گمراہ ہو کر دن رات نقصان والے کاموں کی طرف دوڑ رہی ہے ۔ اسی پر سنت پُرشوں کا بچن ہے :-

رے موڑے ! لاہے کوں تول ڈھیلا ڈھیلا ۔ توٹے کوں بیگ دھایا
سست دکھر توُں کھنیں ناہیں ۔ پاپی بادھا رے نایا ۔ ۱ ۔

(گوربانی ۔ آسا محلہ ۵)

"ارے نادان! نفع کے کام میں تو ڈھیل ڈھیل (آنا کانی) کرتا ہے اور نقصان کے کام کو دوڑ دوڑ کر جاتا ہے۔ سستی سے ستسنگ (ما لک کی بھگتی۔ جس میں سراسر نفع ہی نفع ہے) کو تو لیتا نہیں۔ اور پاپوں کی گٹھڑی باندھنے میں لگا ہوا ہے۔"

عام لوگوں کا یہ حال ہے۔ کہ روپوں پیسوں نفع۔ نقصان کو ہی سچا مان کر دن رات دولت جمع کرنے کی خاطر دوڑ دھوپ کر رہے ہیں۔ اور روحانی نفع نقصان سے بے خبر۔ اور لاپرواہ ہیں۔ سنت ست پُرش جو حقیقت میں جیو کے سچے مِتر و ہمدرد ہیں۔ ایسے روحانی نفع نقصان سے آگاہ کرتے اور اصلی نفع کے کام کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ تاکہ جیو شری بچنوں کی روشنی کا سہارا لے کر بہت بھاری نقصان سے بچ جائے۔ اور اس انسانی جامہ روپی گھر کی صحیح قدر و قیمت جان کر اس سے پورا پورا فائدہ حاصل کرے۔ تاکہ آخرت میں سکھی اور سُرخرو ہو سکے۔

عام لوگ دنیاوی نفع کو ہی اصلی نفع سمجھ کر ہی خوش ہوتے رہتے ہیں لیکن جب خوش قسمتی سے انہیں سچے سنتوں ست پُرشوں کی ستسنگت کا موقع نصیب ہوتا ہے تب انہیں حقیقی نفع۔ نقصان کی سمجھ آتی ہے۔ یہی بات نیچے کے پرسنگ سے واضح ہوتی ہے:۔

بمبئی میں ایک بلڈرس تھا۔ جو کہ بلڈنگیں بنانے اور فروخت کرنے کا دھندا کرتا تھا۔ اُس نے اپنے کاروبار کے سلسلہ میں کتنے ہی پلاٹ خرید کر فلیٹ (مکانات) بنوائے اور انہیں فروخت کیا۔ اتفاق سے ایک دفعہ اُس کے گھر پر ایک مہاتما پُرش تشریف لائے۔ اُن کی موجودگی میں کتنے ہی دلال اور گاہک آئے

اور اُن پر کئی فلیٹ فروخت کئے گئے۔ جب وہ دلال اور خریدار لوگ رُخصت ہو کر چلے گئے۔ تو وہ شخص مہاتماجی سے مُخاطب ہو کر کہنے لگا۔ مہاراج! میں کیا کروں۔ میرا یہ دھندا ہے۔ اگر میں اُس کام میں پُوری پُوری توجہ نہ دُوں۔ تو بہت بھاری نقصان اُٹھاؤں گا۔ اس لئے مجھے اُس میں پُورا پُورا دھیان دینا پڑتا ہے۔ اور دیا کرتا ہوں تبھی تو مَیں سدا نفع ہی کمایا کرتا ہوں۔ اور بیوپار منڈل میں مجھے کبھی ہار کا مُنہ نہیں دیکھنا پڑتا۔ سدا میری جیت ہی بنی رہتی ہے۔

سیٹھ کی بات چیت سُن کر مہاتماجی ہنس پڑے اور فرمایا "پریمی! تم تو ہار کو ہی جیت سمجھ کر اپنے دل میں پھُول رہے ہو۔ دراصل ہار۔ جیت کا تو تمہیں علم ہی نہیں ہے۔ سیٹھ نے حیران ہو کر پُوچھا وہ کیونکر؟ تب مہاتماجی نے ست پُرشوں کی پوتر بانی کا اُدھارن دیا۔

کر کرپا جیوں ستگورو ملیئو　　من مندر میں دیپک جلیئو

جیت ہار کی سوجھی کری　　توں اس گھر کی قیمت پری

(گوروبانی - گوڑی محلہ ۵)

ہے بھگت جی! "ست پُرشوں کا فرمان ہے کہ جب جیو پر مالک کی کرپا ہوتی ہے تو اُسے سنت ست پُرشوں کا ملاپ ہوتا ہے۔ اور اُن کے پر وچنوں دوار! جب من کے مندر میں گیان کا دیپک جلتا ہے۔ تب اُسے صحیح معنوں میں ہار۔ جیت کا علم ہوتا ہے۔ اور اُسے مہاپُرشوں کی بخشی ہوئی درشٹی سے اپنے مانش تن رُوپی بیش قیمتی گھر کی قدر و قیمت کا پتہ چلتا ہے۔ ورنہ عام دُنیا تو اس نہایت قیمت والا انسانی قالب جیسے لاجواب رتن کو کوڑیوں کے مول کھو کر" ہار میں جا رہی ہے"۔

مہاتماجی نے اس پرکار مہاپرشوں کی بانی کے ذریعہ ہار۔جیت کا صحیح علم بخش کر فرمایا "آپ جو دن رات اینٹ ۔ کنکر۔ پتھر وغیرہ سے مکانات تعمیر کراتے ہیں۔ ان سب کی تہ میں مٹی ہی تو ہے گویا آپ نے مٹی کے ہی مکانات بنائے اور انہیں فروخت کرنے پر جو روپیہ پیسہ کمایا۔ اگر غور سے دیکھو گے تو آخر وہ بھی ایک دن مٹی ہو جانا ہے تو ایک طرح سے آپ مٹی کو ہی لا کر خوش ہو رہے ہو اور اسی سے ہی خود کو خوب ہوشیار اور سمجھ دار خیال کر رہے ہو۔ لیکن درحقیقت جو تمہارے رہنے کا اپنا اصلی مکان ہے اور جو بیش قیمتی جواہرات سے جڑا اور مڑھا ہوا ہے۔ تمہارے اُس گھر کے مکان میں سے انمول ہیروں جیسے نہایت بیش قیمت سانس جو دن رات خارج ہوتے رہتے ہیں۔ اُن کو خرچ کرنے کے عوض میں آپ کونسی قیمتی چیز حاصل کیا کرتے ہیں؟ یا وہ بیش قیمتی سانس یوُں ہی فضول خرچ ہو رہے ہیں؟ اس ہار۔ جیت پر بھی کبھی آپ نے غور کیا ہے؟"

اُس بیش قیمت گھر اور اُس کے نہایت قیمتی فرنیچر کی پرکھ کرانے و قدر و قیمت جتلانے کے مدعا سے ہم آپ پر ایک دو سوال کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص آپ سے کہے کہ "مجھ سے ایک بڑھیا فلیٹ لے لو اور اس کے عوض میں اپنی ایک آنکھ نکال دو"۔ تو کیا تم اُس کی بات مان کر یہ سودا کر لو گے؟ تو اُس نے فوراً ہی جواب دیا۔ ہرگز نہیں۔ میں ایسا سودا کبھی نہ کروں گا۔ مہاتماجی نے پھر پوچھا۔ کہ اگر کوئی فلیٹ دے کر اُس کے معاوضہ میں کان کاٹنا چاہے تو مان لو گے؟ یا کوئی شخص ہاتھ یا پاؤں طلب کر کے اُس کے عوض میں لاکھوں روپے دینے کو تیار ہو جائے تو کیا رضامند ہوں گے؟ تو اُس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ تب مہاتماجی نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ اب بتاؤ! ایسے قیمتی گھر کے عوض میں تم نے کونسا دھن جمع کیا ہے؟ ایسے قیمتی گھر کی قربانی دے کر

آپ کونسا سرمایہ جمع کر رہے ہیں؟ یا دن رات بے وفا اور بے بقا۔ عارضی دولت۔ عزت وحکومت کے بٹورنے میں ہی لگے رہ کر ایسے انمول۔ قیمت دار سانسوں کو ضائع کر رہے ہیں۔ ان باتوں کے علاوہ ایک بات اور بھی قابلِ غور ہے۔ کہ اس قالبِ انسانی میں نہایت ہی بیش قیمت ایک اور چیز "من" بھی ہے۔ جس کے عوض میں اگر کوئی کُل مالک کو خرید کرنا چاہے۔ تو آسانی سے کر سکتا ہے۔ ایسا ست پُرشوں نے اعلانیہ کہا ہے:۔

کنچن سیوں پایئے نہیں تول　　من دے رام لیا ہے مول

(گورُبانی)

جو رام (کُل مالک) زر وجواہرات کے تول میں بھی نہیں پایا جاتا۔ وہی پربھو۔ من۔ کو دے کر پایا جا سکتا ہے۔

مہاتما جی نے کہا۔ بھگت جی! اب ذرا غور کرو۔ جس من رُوپی پُونجی لگا دینے کے عوض میں آپ کُل مالک کو خرید کر سکتے ہیں اُسی پُونجی کو دُنیاوی کاروبار میں خرچ کر کے یعنی اُسی من کی توجہ دُنیا میں لگا دینے سے بالفرض آپ نے لاکھوں روپے کما بھی لئے تو کیا فائدہ؟ آخر کار یہ روپیہ پیسہ بھی تو یہاں ہی رہ جائے گا۔ کوئی پرلوک میں اسے ساتھ تو نہیں لے جاؤ گے۔ پھر یہ ہار ہوئی یا نفع؟ اب اس بات کا فیصلہ تم خود ہی کرو۔ کہ من کی پُونجی کو خرچ کرنے سے کونسی وستُو لینے میں نفع ہے؟ پرلوک کی پُونجی نہ بنائی۔ لوک کا سرمایہ جمع کر بھی لیا۔ تو کس کام؟

ارب کھرب لوں درب ہے　　اُدے است لوں راج

تُلسی جو نج مرن ہے　　تو آوے کیہہ کاج

(سنت تُلسی صاحب)

مہاتما جی کے اُپدیش کا سیٹھ پر بہت اثر ہوا اور وہ قدموں پہ گر کر بولا۔ مہاراج! آپ نے آج میری آنکھیں کھول دیں۔ اب تک جو مَیں اس کاروبار سے خوش ہو رہا تھا۔ کہ مَیں بہت نفع کا کام کر رہا ہوں۔ مگر آپ کے پروچنوں دوارا مجھے حقیقی ہار جیت اور نفع۔ نقصان کی پرکھ پڑی ہے۔ اس باعث مَیں آپ کا بہت بہت احسان مند اور شُکر گزار ہوں۔

مہاتما جی نے اُسے مزید سمجھاتے ہوئے فرمایا۔ کہ میرے اُپدیش کا یہ مطلب نہیں۔ کہ آپ آج سے اپنا دھندا ٹھپ کر دیں۔ نہیں نہیں ایسا نہیں کرنا۔ تم اپنا کاروبار بیشک چلاؤ۔ مگر اُس کے ساتھ ساتھ اپنی توجہ کا رُخ نام کی طرف بھی رکھو۔ تاکہ دُنیاوی کاروبار کرتے ہوئے نام کا سرمایہ بھی جمع کر لو۔ اس سے آپ کو ایک بہت بھاری فائدہ یہ ہوگا۔ کہ دُنیاوی نفع نقصان سے دُکھی سُکھی نہ ہو کر مالک کی موج میں ہر دم خوش و خرّم رہو گے۔ کیونکہ تمہاری اصلی و سچّی پُونجی تو ہر دم تمہارے پاس رہیگی۔ تمہیں اُس سچے دھن پر سدا فخر رہے گا۔ جس دھن کو گھاٹے کا کبھی اندیشہ ہی نہیں۔

دُنیاوی کاروبار ہمیشہ ایک سا نہیں چلتا۔ قدرتی طور پر اُس میں اُتار چڑھاؤ آتے ہی رہتے ہیں۔ اتہاس کے ورق اُلٹنے سے علم ہوتا ہے۔ کہ بھگوان رام جیسی مہاہستیوں پر بھی ایسا وقت آیا۔ کہ ایک دن تو اُنھیں راج تلک ہونے کی خوشی کا پیغام ملا۔ اور دُوسرے دن اُنھیں بن باس کی تیاری کرنی پڑی۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ دُنیا کا نظام ہر گھڑی۔ ہر لمحہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ لیکن مالک کے پیارے بھگت اُس تبدیلی واقعات سے بھگوان رام کی طرح دُکھی سُکھی نہ ہو کر ہر حال میں یکساں پرسنّ چت رہتے ہیں۔ جیسے ست پُرشوں نے ورنن کیا ہے:-

جو راج دیہہ تا کون بڑائی　　　　جو بھیکھ منگا دیہہ تا کیا گھٹ جائی

(گوروبانی گوجری - سری نامدیو جی - صفحہ ۵۲۵)

جن کی سُرت سچّے نام میں سمائی رہتی ہے وہ راج حکومت کو پاکر بھی پھُولتے نہیں اور اگر انہیں بھیک مانگنی پڑے تو اُس سے اُن کی شان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور کبھی گھبراتے نہیں۔ غور کرو۔ کس آدھار پر وہ سدا ایکساں رہ کر مست الست بنے رہتے ہیں؟ یہ اُسی سچّے نام کا ہی رس و آننْد اور پرتاپ ہے۔ جس نام کے بارے میں ہم نے پہلے آپ سے ذکر چلا رکھا ہے۔

سیٹھ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ اُس سچّے نام کا رس اور آننْد پان کرنا ہو تو مجھے کونسا سادھن اپنانا ہوگا؟ مہاتما جی نے فرمایا۔ کہ گورو کا شبد لو۔ اُس کی کمائی کرنے سے تمہارے من کی ملینتا دُور ہوگی۔ اُس سے تمہارے اندر گیان کا دیپک پرکاشت ہوگا۔ اُس پرکاش میں تم ست۔ است۔ ہار۔ جیت۔ نفع۔ نقصان کی تمیز کر سکوگے۔ اور بہت بڑے گھاٹے سے بچ جاؤ گے۔ جبکہ تم اپنے من رُوپی پُونجی کے عوض میں سچّا نام پراپت کر لوگے۔ اور پھر اُس نام کی کمائی کرنے سے سچی و دائمی راحت و خوشی حاصل کروگے۔

سیٹھ جی نے مہاتما جی سے گورو اُپدیش لے لیا۔ اور اُس نام کی کمائی کرنے پر رفتہ رفتہ بھگتی دھن کی سچی پُونجی جمع کرنے لگا۔ اور اُس کی مانسک حالت سُدھرنے لگی۔ پہلی حالت میں تو اُس پر کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار وغیرہ سوار رہتے تھے۔ اور وہ کبھی کام کبھی کرودھ سے مغلوب ہو کر بنا لکڑیوں کی آگ کے جلا کرتا کبھی لوبھ کی لہر میں بہہ جاتا لیکن جب سے نام کا ابھیاس کرنے لگا۔ تب سے اُس میں تبدیلی آنے لگی۔ من کی چنچلتا مٹنے لگی۔ جوں جوں من شبد ابھیاس میں یکسُو ہوتا۔ توں توں اُسے دائمی لُطف و سرور اور راحت نصیب ہوتی۔ اور بھگتی۔ نام کا سچا دھن

جمع کرتے رہنے سے چھوٹے سیٹھ سے سچا سیٹھ بننے لگا۔ ایسے ہی خوش نصیب گورمکھوں کی تعریف میں ست پرشوں نے فرمایا ہے:۔

جنی سچ ونجیا ہر جیو سے پورے ساہ رام
بہت گمبھیر تھہاں پربھ جیو ہر کیرتن لاہ رام
کام کرودھ نہ لوبھ ویاپے جو جن پربھ سیوں راتیا
ایک جانیں ایک مانیں رام کے رنگ ماتیا
لگ سنت چرنی پڑے سرنی من تنہاں اُماہ
بنونت نانک جن نام پلے سوئی سچے ساہ

(گوربانی۔ بھیاگڑہ محلہ ۵)

ست پرش فرماتے ہیں:۔ کہ جنہوں نے سچے نام کا ونج بیوپار کیا ہے وہی در حقیقت سچے سیٹھ ساہوکار ہیں۔ اُن کے پاس مالک کے شبد کیرتن کا بہت سا خزانہ ہے۔ اور جبکہ وہ دن رات پربھو کے نام میں چیت جوڑتے ہیں۔ اس سے کام۔ کرودھ اور لوبھ وغیرہ کے حملوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر سمے اپنے اشٹدیو بھگوان کی پوجا۔ ارچا۔ سمرن دھیان میں لگے رہ کر اُسی ایک کے رنگ میں رنگے رہتے ہیں۔ سچے سنتوں کی چرن شرن گرہن کرنے سے اُن کے من میں ہر دم خوشی اور آنند چھایا رہتا ہے۔ ست پرش شری گورو نانک دیو جی مہاراج کہتے ہیں کہ جن کے پلے میں سچے نام کا دھن ہے دراصل وہی سچے شاہ (سیٹھ) کہلانے کے مستحق ہیں۔

ست پرشوں کی بانی دوارا اُوپر کے شبدوں پر غور کرنے سے سچ۔ جھوٹ۔ جیت۔ ہار۔ کا علم ہوتا ہے۔

ایک شخص کے پاس اپنی کمائی ہوئی دولت کا ایک لاکھ روپیہ ہے۔ ایک دوسرے شخص کے پاس بھی ایک لاکھ روپیہ تو ہے مگر وہ کسی تیسرے شخص کو پہنچانے کے لئے ہے۔ گو موجودہ وقت میں تو دونوں کے پاس۔ لاکھ۔ لاکھ روپیہ ہے مگر اُن لوگوں کی دلی حالت اور دلی خوشی میں بہت بھاری فرق ہوگا۔ کیونکہ ایک کا تو اپنا دھن ہے۔ مگر دوسرے کا پرایا ہے۔ یہی اُن لوگوں کا بھی سمجھنا چاہیئے۔ جو لوگ دُنیا کے بے بقا۔ بے وفا دھن و مال و اسباب کو پاکر عارضی طور پر خوش ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اُن کے دل میں بھی یہ خیال تو ہر دم جاگزین رہتا ہے کہ یہ دھن ہمارے ساتھ وفا نہیں کرے گا۔ اسی سبب بہت کافی مال و اسباب رکھنے کے باوجود اندر ہی اندر اُن کو چنتا کا گھن لگا رہتا ہے۔ اُن کے پاس سچے نام کا دھن تو ہوتا نہیں۔ اسی وجہ سے ہمیشہ غم میں گھلتے رہتے ہیں۔ اس کے خلاف جن کے پاس سچے نام کا دھن ہوتا ہے۔ وہ دُنیاوی چنتا و غم سے بری رہتا ہے۔

ایک اور مثال لو۔ ایک آدمی بہت سی دھن دولت کما کر خیر۔ خیریت سے گھر میں پہنچ جاتا ہے۔ دوسرے آدمی سے اُس کی کمائی ہوئی دولت کو راہ میں ہی ڈاکو چھین لیتے ہیں۔ اور اُسے بھی ادھ مرا کر دیتے ہیں اور وہ اس حالت میں گھر پہنچتا ہے۔ تو بچار کرو۔ اُن دونوں کی خوشی غمی میں کتنا بڑا فرق ہوگا؟ اسی لئے اُوپر جو گوروبانی کے شبد میں ورنن ہوا ہے۔ کہ جس کے پاس نام کا سچا خزانہ ہوتا ہے اُسے کام۔ کرودھ اور لوبھ وغیرہ ویاکل نہیں کر سکتے۔ اُس کے ہردے میں سدا شانتی اور خوشی بنی رہتی ہے خلاف اُس کے جو نام دھن سے محروم ہوتے ہیں۔ اُن کا جھوٹا دھن کبھی کام۔ کبھی کرودھ۔ کبھی لوبھ۔ موہ۔ اہنکار وغیرہ لٹیروں کی راہ میں ہی بیفائدہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اُن کے کسی کام نہیں آسکتا۔

چونکہ دُنیاوی دھن مال وسامانوں سے ایک نہ ایک دن علیحدگی اختیار کرنی ہی پڑتی ہے۔ اول تو زندگی میں ہی یہ چیزیں انسان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہیں۔ ورنہ موت کا ظالم پنجہ انسان کو ان سب سے الگ کر دیتا ہے۔ پھر جس آدمی کی خوشی کا دارو مدار ان بے بقا، بے وفا مال واسباب پر ہو۔ اُس کی خوشی کیونکر برقرار رہ سکتی ہے؟

اس کے خلاف جو خوش نصیب سنت شرن میں جا کر سچے نام کا دھن حاصل کر لیتے ہیں۔ اُن کے من میں ہمیشہ ابدی راحت بھری رہتی ہے۔ اور حقیقت میں وہی سچے شاہ (سیٹھ) کہے جانے کے قابل ہیں۔

جن کے دل میں نام بس جاتا ہے۔ اُن کے ہردے میں کام۔ کرودھ۔ نفرت حسد وغیرہ کی آگ نہیں بھڑکتی۔ اسی باعث وہ مانسک روگوں کا شکار نہیں ہوتے۔

فرض کرو۔ دو آدمیوں کی قسمت میں لکھا ہے کہ اُن کو کسی زہریلے کیڑے نے کاٹنا ہے نوشتۂ تقدیر سے دونوں کو کیڑا ڈنگ مارتا ہے۔ لیکن ایک آدمی کے خون میں اتنی طاقت ہے کہ اُس پر زہر کا اثر نہیں ہوتا۔ لیکن دُوسرا اُسی زہر کے اثر سے مر جاتا ہے۔ تو اُن دونوں کی حالت میں کتنا اختلاف ہوا؟ زندگی اور موت کے فرق سے اور زیادہ نفع۔ نقصان کیا ہو سکتا ہے؟ نام کا سُمرن کرنے والے کی رُوح میں اِتنی طاقت آجاتی ہے کہ اُس کو دُنیاوی دُکھ سُکھ کچھ محسوس ہی نہیں ہوتے۔

پرم بھگتنی شری میراں بائی جی کا اتہاس شاہد ہے کہ اُس کو رانا نے زہر کا پیالہ بھیجا۔ لیکن اس کے پینے سے میراں پر زہر کا اثر نہ ہوا۔ بلکہ اُس ہلاہل میں بھی اُسے امرت کا مزہ ملا۔ اور اُسی طرح بھگت نامدیو جی مہاراج کے سامنے بھی جب ایک موقع پر ایک بہت لمبے قد کا بھوت رُونما ہو کر اُنھیں ڈرانے لگا۔ تو نامدیو جی کو اُس سے

کچھ بھی ڈر محسوس نہ ہوا۔ بلکہ اُسے بھگوان کا رُوپ سمجھ کر تعریفی کلام کہنے لگے۔ "بھلے پرابھے میرے لبنک ناتھا" تو وہ بھوت بھی اُن کے لئے سچ مچ ہی بھگوان کی مانند سُکھدائی بن گیا۔

ایسے ہی بھگتی مان گورمکھوں پر خواہ کتنی ہی مُصیبتیں اور کشٹ کلیش کیوں نہ آئیں؟ مگر چونکہ وہ ہر دم راضی برضائے مولے رہتے ہیں۔ اسی سبب وہ دُکھ بھی اُن کے حق میں سُکھ بن جاتے ہیں۔

اُوپر کے مضمون کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو گورمکھ مانُش دیہہ رُوپی گھر کے عوض میں سنت ست پُرشوں کی سنگت۔ واُن کی چرن شرن لے لیتا ہے اور اُس کے پرتاپ سے امر گھر (گل مالک کی بھگتی) کی پراپتی کر لیتا ہے۔ اُسی نے ہی صحیح معنوں میں اس تن رُوپی گھر کی صحیح قدر وقیمت پائی۔ اور وہی شخص ہی سچی درگاہ میں سرخروئی حاصل کرتا ہے۔





بھجن۔ ستگورو مہما

بطرز :- ہے پریت یہاں کی ریت سدا

ٹیک :- پریت ہی سدا جو ہیں کرتے اُن ستگورو کی مہما گاتا ہوں
سنت رُوپ میں ہے اوتار لیا۔ اُن پہ بلہار مَیں جاتا ہوں

۱ - جھوٹا دھن جگ میں جوڑ جوڑ کے گرب سے پرانی پھولا ہے
موہ مایا کی مدہوشی میں اپنی اصلیت بھولا ہے
سنتوں نے جو سچی بات کہی مَیں بات وہی دُہراتا ہوں

۲ - جیوؤں کو چیتانے آئے ہیں جنموں کا جن سے ناطہ ہے
بھو سے وہ پار سہج اُترے اُن کا جو اشارا پاتا ہے
داتا ہیں بھگتی مُکتی کے۔ مَیں ہر دم سیس جھکاتا ہوں

۳ - ہے جگ میں نام امر اُن کا جن ستگورو سیوکمائی ہے
اُن کی ہی پرسنتا پانے کو سر دھڑ کی بازی لگائی ہے
وہ شیگھر بھگتی پا جاتے۔ مَیں سچ سچ ہی بتلاتا ہوں

۴ - ہے ساری بڑائی ستگورو کی جو مجھ کو داس بنایا ہے
گُن اوگن میرے نہیں دیکھے کرپا کا ہاتھ بڑھایا ہے
ہیں پُورن ستگورو دیو مِلے مَیں اپنے بھاگیہ مناتا ہوں



ست اُپدیش

رامائن کا کتھن ہے :۔

چوپائی

مایا بھگتی سنہو تُم دوؤ ناری برگ جانئی سب کوؤ
پُنی رگھو بیر ہیں بھگتی پیاری مایا کھلُ نرتکی بچاری
بھگتی ہیں سالوکول رگھورایا تاتے تیہی ڈرپتی اتی مایا

کاک بھُشنڈی جی ۔ گرڑ جی کو مایا اور بھگتی کے بارے میں اُپدیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔ کہ مایا اور بھگتی ــــ یہ دونوں ہی استری جاتی یعنی عورتیں کہی جاتی ہیں ۔ اس بات کا سب کو علم ہے ۔ پھر بھگوان کو بھگتی پیاری ہے ۔ مایا بیچاری تو ناچنے والی نٹنی کی مانند ہے ۔ شری رگھوناتھ جی چونکہ بھگتی سے سدا پرسن رہتے ہیں اسی باعث مایا اُس سے بہت زیادہ ڈرتی رہتی ہے ۔

آگے ورنن کرتے ہیں :۔

رام بھگتی نروپم نِرُاپادھی بسئی جاسوں اُر سدا ابادھی
تیہی ولوکی مایا سکچائی کرنہ سکئی کچھ نج پربھتائی (رامائن)

بھگوان کی بھگتی لاثانی اور بندھن رہت ہے ۔ وہ جس کے دل میں بس جائے ۔ اُسے دیکھ کر مایا ہچکچاتی ہے اُس پر اپنا داؤ نہیں ڈال سکتی ۔ بھگوان کی بھگتی کی اپار مہما ہے ۔ مایا اس کی راہ میں رُکاوٹ نہیں ڈال سکتی ۔ یہ بے مثال بھگتی ایک دفعہ جس کے دل میں بس جاتی ہے ۔ اُسے دیکھ کر مایا اپنا داؤ پیچ اور چترائی بھول جاتی ہے خالص بھگتی وہ ہے جو بات مُنہ سے کہی جائے اُس پر عمل بھی کیا جائے ۔ یعنی بھگت کی زُبان ۔ دِل اور دماغ میں ایک ہی خیال موجزن رہے جہاں ایسی حالت ہوگی لازماً وہاں مایا کی دال نہیں گلے گی ۔

جس خالص بھگتی کی مہما کو بھگوان نے سوئم شری مُکھ سے بھی ورنن کیا ہے ۔ اور سبھی وید ۔ شاستر بھی ۔ دیگر سبھی بھگت لوگوں نے بھی اُس کی مہانتا کا بکھان کیا ہے اُسی بھگتی پنتھ کو ہی اس کلی یُگ میں سنت مت کے سبھی آچاریہ و مہا پُرشوں نے چلایا ہے ۔ اور اُسی بھگتی رُوپی گنگا کو آج بھی ہمارے بُزرگ مہا پُرش شری پرم ہنس مہاراج جی بہا رہے ہیں ۔ اُس بھگتی رُوپی گنگا کی دھارا میں بے شمار جگیاسو غوطہ لگا کر نرمل اور پاک پوتر ہوتے ہیں ۔ اور اُسے پان کر کے اپنی رُوحانی پیاس بُجھاتے ہیں ۔ مطلب یہ کہ بھگتی کا دھن کما کر اپنا جیون سُپھل بناتے اور بھوساگر سے پار ہو جاتے ہیں ۔

اب بچار کرنا ہے ۔ کہ جس بھگتی کی اس قدر مہماورنن کی گئی ہے ۔ اس کا اصل سروپ کیا ہے ۔ اور وہ کہاں سے اور کیونکر حاصل ہوتی ہے ؟ شری رامائن کا ہی پرسنگ ہے ۔ جب شری رام چندر جی مہاراج بنباس کے دنوں میں شبری (بھیلنی گمت) کے آشرم پر پدھارتے ہیں ۔ اور وہ شبری بڑے پریم و شردھا بھاؤ سے بھگوان کا سواگت ستکار کرنے کے اُپرانت دونوں ہاتھ جوڑ کر بھگوان کی مہما گائن کرتی ہے ۔ تب

بھگوان رام اُس پر پرسن ہو کر اُسے نو دھا بھگتی (نو قسم کی بھگتی) بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں :-

پرتھم بھگتی سنتن کر سنگا　　دُوسری رتی مم کتھا پرسنگا

ہے بھیلنی! بھگتی کی پہلی قسم یہ ہے کہ شردھا بھاونا سے سنتوں مہاپرشوں کی سنگت کرنا یعنی اُن کے ست سنگ میں آنا جانا۔ ست سنگ سروِن کرنا۔ گویا شردھا بھاونا سے ست سنگ کرنا ہی بھگتی منزل کی پہلی سیڑھی ہے جس نے بھگتی کی منزل طے کرنی اور بھگتی دھن کا سرمایہ جمع کرنا ہو اُسے لازماً سنتوں کے ست سنگ سے رشتہ جوڑنا ہوگا۔ ورنہ بھگتی کی منزل طے کرنے میں دُشواری ہوگی۔

پرم سنت شری کبیر صاحب بھی ایسا ورنن کرتے ہیں :-

دوھا

چلن چلن سب کوئی کہے　　موہے اندیشہ اور
ستگورو سے پریچے نہیں　　پہنچیں گے کیہہ ٹھور

اس سنسار میں کتنے ہی لوگ بھگتی کے مارگ پر چلنے کا دعوےٰ تو کرتے ہیں لیکن اگر انھوں نے وقت کے سنت ستگورو۔ مہاپرشوں کے ساتھ تعلق نہیں جوڑا۔ تو وہ کہاں پہنچینگے؟ کیونکہ بھگتی منزل کا تو انھوں نے راستہ ہی نہیں پکڑا ہے۔

دُوسری قسم کی بھگتی جو بھگوان رام نے شبری سے بتلائی ہے۔ وہ ہے بھگوان کی کتھا و پرسنگ میں خاص کر پریم رکھنا۔ اسی باعث ہی تو ست پرشوں اور ویدوں شاستروں نے بھی ست سنگ اور کتھا وارتا کرنے اور سُننے و اُس پر گہرائی سے بچار کرنے اس پر عمل کرنے پر بار بار زور دیا ہے۔ کلی یُگ میں ست سنگ ہی ایک ایسا جہاز ہے۔ جس پر سوار ہو کر جیو آسانی سے بھو پار ہو سکتا ہے۔

شری رامائن میں ہی ایک اور جگہ پرست سنگ۔ کتھا پرسنگ کی تعریف میں ورنن ہوا ہے :-

دوھا

جیون مُکت برھم پر　　چرت سُنیں تج دھیان
جے ہری کتھا نہ کرہیں رتی　　تن کے ہیئے پاشان

جنہوں نے جیتے جی موکش پد پالیا یعنی جیون مُکتی کی پدوی پر پہنچ گئے۔ دُوسرے لفظوں میں جو برھم نیشٹھ ہو گئے ہیں۔ وہ لوگ بھی اپنی دھیان سمادھی کی اوستھا کو چھوڑ کر بھگوان کے چرتر اور ست سنگ کو سرون کرتے ہیں۔ ست سنگ کی اس قدر مہانتا ہے۔ اتنا سوچتے۔ سمجھتے اور دیکھتے ہوئے بھی جو لوگ ست سنگ کے بچنوں میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ اُن کے دل پتھر کی مانند سمجھنے چاہئیں۔

دوھا

گورو پد پنکج سیوا　　تیسری بھگتی امان
چوتھی بھگتی مم گُن گن　　کرہیں کپٹ تج گان

بھگوان رام شبری سے نو دھا بھگتی بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ خودی گُمان کو ترک کر کے ستگُورو دیو کے چرن کملوں کی سیوا خدمت بجالانا تیسری بھگتی ہے اَنانیت کو چھوڑنے کا سوال اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ سیوا۔ خدمت بجا لانے پر سیوک کے دل میں ایک طرح کا غرور سر اُبھارنے لگتا ہے کہ فُلاں قسم کی سیوا میں نے کی ہے۔ میرے بغیر یہ سیوا اور کون کر سکتا تھا؟ یہ غرور اور گھمنڈ اُس کی کی ہوئی سیوا پر پانی پھیر دیتا ہے اور وہ سیوک اُس سیوا کے پھل سے محروم رہ جاتا ہے۔ وقت کے سنت ستگورو دُنیا میں اوتار لے کر سیوکوں

کے اُدھار کے لئے سیوا کے بھنڈار کھول دیتے ہیں - خواہ وہ سیوا تن کی ہو یا من کی ہو یا دھن کی - مہا پرُش اپنے سیوکوں کے دوارا پرمارتھ کے بڑے بڑے کام پایۂ تکمیل کو پہنچاتے ہیں - گو اُن سب کاموں کے انجام دینے میں اُن کی اپنی غیبی طاقت کام کر رہی ہوتی ہے - مگر وہ خود کو نرلیپ رکھ کر اُن پرمارتھ بھگتی کے کاموں کے انجام پانے کا سہرہ ہمیشہ سیوکوں کے ہی سر پہ باندھا کرتے ہیں - اگر سیوک اہنکار کے غلبہ میں نہ آکر اور سیوا کے مقصد کو سمجھ کر خاکساری اور حلیمی سے سیوا کرتا جائے - تو اُس کے من پہ جنم جنمانتر سے چڑھی ہوئی مَیل اُترتی جائیگی - اور ایک دن اُس کا من درپن کی مانند صاف شفاف ہو جائے گا - لیکن اگر اُس کے دل میں سیوا کا غرور آگیا - تو مَیل کا اُترنا تو درکنار رہا - اُلٹا من پر مَیل چڑھ جائیگی جیسا کہ آگے ورنن ہے :-

تیرتھ برت اور دان کر　　　من میں دھرے گُمان
نانک ہنپھل جات تہہ　　　جیوں کُنچر اسنان
(گوربانی)

اگر کوئی تیرتھ - برت اور دان پن وغیرہ کرنے پر دل میں غرور کرتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں شُبھ کرم کئے ہیں - تو شری گورو نانک دیو جی مہاراج فرماتے ہیں - کہ اُس کے کئے ہوئے وہ سب شُبھ کرم اس طرح بیکار ہو جاتے ہیں - جیسے ہاتھی کا نہانا - ہاتھی کی عادت ہے کہ وہ نہانے کے بعد اپنے بدن پہ سونڈ دوارا مٹی اچھال دیتا ہے -

اسی طرح اگر کوئی سیوک بھی سیوا وغیرہ کے نیک کام انجام دینے کے بعد دل میں گھمنڈ کرتا ہے تو اُس نے سیوا کے مقصد کو نہیں سمجھا - اس باعث اُس

کے من کی حالت بھی نہیں سُدھرے گی - ان باتوں پر غور کر کے ہمیشہ نشکام بھاو سے ہی سیوا - خدمت کرنی چاہئے۔

چوتھی بھگتی ہے کہ چھل کپٹ یعنی فریب اور مکاری کو چھوڑ کر اپنے اشٹدیو بھگوان کے گنوں کی چرچا ہر وقت کرتا رہے - بھگتی ایک سفید چادر کی مانند ہے - جس پر رتی بھر بھی - چھل کپٹ یا خودی - اہنکار کی مَیل کی گنجائش نہیں ہے - یہاں تو من کی سچائی اور دانائی سے ہی کام بنتا ہے - شری گورو دربار کی سیوا جس کا اُوپر بیان ہوا ہے ایک انمول دات ہے - بھگتی رُوپی دولت کو مہاپُرشوں کی درگاہ سے جب کبھی جس نے بھی حاصل کیا ، سیوا کرنے سے ہی حاصل کیا - اتہاس کے مُطالعہ کرنے سے علم ہوتا ہے کہ جنہوں نے بھی بھگتی دھن کی پراپتی کی انھوں نے سیوا خدمت بجالانے میں اپنے تن من کو قربان کر دیا - یہاں تک کہ سیوا کرتے کرتے سر میں کیڑے پڑ گئے - لیکن اُنھوں نے سیوک دھرم بجالانے میں کوتاہی نہیں کی - جس کو سیوا مل گئی - گویا اُس پر مالک کی انتہا کرپا ہو گئی - سیوا کا ملنا مالک کی مہربانی و لطف اور کرم کا ثبوت ہے -

ایک بار ہمارے شری گورو مہاراج شری تیسری پادشاہی جی نے ہم سب شِشوں کو بُلا کر فرمایا " آپ سب ہمارے انش ہیں - اور عزیز بیٹوں کی مانند ہیں - اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو بہترین سے بہترین اور بیش قیمت چیز ہی دیتے رہا کریں لیکن آپ کو اُس اعلےٰ چیز کا علم نہیں ہے - وہ اعلےٰ چیز ہے ستگورو دربار کی نشکام سیوا - جو ہم دن رات بخش رہے ہیں " - جس نے گورو کی پرسنتا کو حاصل کرنا ہو - وہ نشکام بھاو سے دن رات سیوا کرے - سیوا میں بھگتی کے سب سادھن خود بخود آجاتے ہیں - خودی و خودنمائی کو ترک

کر کے سیوا کرنے والا سیوک مالک کو از حد عزیز ہوتا ہے ۔

بھگوان شری رام چندر جی مہاراج اپنے پریہ سیوک کاک بھشنڈی جی سے فرما رہے ہیں :-

چوپائی

پُنی پُنی ستیہ کہوں توہے پاہیں ۔ موہے سیوک سم پریہ کو ُو ناہیں

پُرانے اتہاس کے پڑھنے سننے سے علم ہوتا ہے کہ کس پرکار بھائی منجھ نے گورو دربار کی سیوا کی؟ اور شری گورو امرداس جی نے کس طرح اپنے سیوک دھرم کے فرائض کو ادا کیا؟ ان پر غور کرنے سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ دن رات ایک کر کے اپنے تن بدن کو سیوا میں قربان کر دیا ۔ آج جو لوگ گورو دربار کی سیوا کر کے احسان چڑھاتے ہیں ۔ انھوں نے ابھی تک گورو گھر کو اپنا گھر نہیں سمجھا ۔ جسے حقیقت کی سمجھ آگئی ہے ۔ جس نے گورو دربار کی سیوا کو اپنے گھر کا کام سمجھ لیا ہے ۔ وہ دوسروں کے سر احسان نہیں چڑھاتا ۔ لوگ دن رات اپنے گھر کا کام کرتے رہتے ہیں کیا وہ کسی پر احسان چڑھاتے ہیں ؟ ہرگز نہیں گھر کا کام کرنے میں کسی پر کیا احسان ؟ وہ کئی لوگ سیوا کرتے ہوئے کہنے لگتے ہیں ۔ کہ اب ہم سے سیوا نہیں ہو سکتی ۔ کیونکہ ہم تھک گئے ہیں "۔ تھکتا بھی وہی ہے ۔ جس نے گورو گھر کی سیوا کو اپنے گھر کا کام نہیں سمجھا ہو گا ورنہ وہ کبھی نہ تھکتا ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ گورو گھر کی سیوا ہی جیو کا اپنا اصلی کام ہے ۔ باقی تو انسان جو کچھ بھی کر رہا ہے وہ سب بیگار ڈھو رہا ہے ۔ جیسا کہ ورنن ہے :-

بِنت دِنس رات لالچ کیے ۔ بھرمے بھرمے مایا

وِیگار پھرے وِیگار یا　　　　سر ابھار اُٹھایا
جو گورو کی جَن سیوا کرے　　　　سو گھر کے کم ہری لا یا - ۱)
دگوُر بانی - گوڑی محلہ ۲)

دشمن پادشاہ شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے زمانے کی بات ہے آپ نے سنگت میں سے کسی ایک شخص کو پانی کا گلاس بھر لانے کی آگیا فرمائی - ایک پریمی فوراً ہی جل کا گلاس بھر کرلے آیا - شری گورو مہاراج جی نے اُس کے ہاتھوں کو نہایت اُجلا دیکھ کر پُوچھا "کیا تم نے کبھی ان ہاتھوں سے گورو دربار کی سیوا بھی کی ہے ؟" جواب مِلا "جی! کبھی نہیں" - تو شری گورو مہاراج نے اُس کے ہاتھوں سے لایا ہوا پانی لینے سے انکار کر دیا - اور فرمایا کہ جو ہاتھ گورو دربار کی سیوا کرنے سے محروم ہیں وہ ناپاک ہیں -

گورو دربار کی سیوا اور بھگتی کی اس قدر اہمیت ہے، دراصل سیوا ہی بھگتی ہے اور بھگتی ہی سیوا ہے - جس نے بھگتی کی کمائی کر لی - گویا اُس نے بھگوان کو اپنا بنا لیا - جہاں بھگتی ہوگی وہیں بھگوان ہوں گے اور جہاں بھگوان ہوں گے مایا خود بخود بغیر بلائے ہی وہاں مَوجود رہے گی - کیونکہ وہ تو بھگوان کی داسی ہے - دُوسرے الفاظ میں مایا بمثل سایہ کے ہے - جس نے بھگوان رُوپی سُورج کی طرف رُخ کر لیا - سایہ خود بخود اُس کے پیچھے لگا رہیگا - نادان لوگ بھگوان کی طرف پیٹھ کر کے مایا کو اپنا بنانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ مایا تو آجتک نہ کسی کی بنی ہے اور نہ ہی بن سکتی ہے - اور جو اُسے پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں - وہ اُن سے دُور بھاگتی اور انھیں پریشان بھی کرتی ہے - جیسا کہ ورنن ہے :-

گھو کہ پکڑی نہ آئی ہاتھ پریت کری چالی نہیں ساتھ
کہو نانک جوں تیاگ دیئی تب اوہ چرنی آئے پئی

(گوربانی - رام کلی محلہ ۵)

مایا کے بارے میں ایسا ہی ست پرشوں نے بیان کیا ہے کہ جنہوں نے اس کا تیاگ کر کے بھگتی کو حاصل کر لیا۔ اُن کے چرنوں میں رہ کر یہ سیوا کیا کرتی ہے۔ شری رامائن کا اتہاس ہے کہ وبھیشن نے (جو لنکا کے راجا راون کا بھائی تھا) لنکا کے راج پاٹ کو ترک کر کے بھگوان رام کی شرن لے لی۔ وہ محض بھگتی کی خاطر ہی اُن کی شرن میں گیا تھا۔ بھگتی تو بھگوان نے اُسے دی ہی۔ لیکن اُس کے ساتھ ہی لنکا کا راج بھی اُسے وہاں جاتے ہی مل گیا۔ جیسا کہ آگے ورنن ہے:-

چوپائی

کہو لنکیش سہت پریوارا کُشل کُٹھا ہر باس تمہارا
کھل منڈلی بسہو دن راتی سکھا دھرم نبھہی کیہی بھانتی

(شری رام چرت مانس - سُندر کانڈ)

اے لنکا پتی! پریوار سہت اپنی کُشل کہو۔ تمہارا واس بڑی جگہ پر ہے۔ دن رات دُشٹوں کی منڈلی میں بستے ہو (ایسی حالت میں) ہے سکھے! تمہارا دھرم کس طرح نبھتا ہے؟

لنکا پتی کہنے سے لنکا کا راج تو اُسے جاتے ہی مل گیا۔ بھگوان کی شرن لینے اور بھگتی کی پراپتی کر لینے کا یہ سب پرتاپ ہے۔ وچار کرو۔ وبھیشن۔ جس نے مایا کو تیاگ کر بھگتی کی کامنا کی۔ اور راون۔ جس نے مایا کو ہی بہت کچھ مان کر بھگتی سے کنارہ کش رہا۔ اُن دونوں کے انجام میں کتنا فرق ہے؟

دھنیہ ہیں۔ آج بھی وہ ایسے خوش نصیب جیو! جن کو خوش قسمتی سے پُورن مہاپُرشوں۔ سنت ستگوروؤں کی نیک سنگیت صحبت کا شرف حاصل ہے۔ اُن کی پاک پوتر ست سنگ کا فیض حاصل کرتے ہیں۔ شری گوروو دربار کی سیوا رُوپی انمول دات جن کو مل گئی ہے۔ اور جو اپنے کلیان کی خاطر پری پُورن سنت ستگورو کی چھتر چھایا میں پہنچ کر سیوا کا لابھ پراپت کرتے ہیں۔ اور بھگتی رُوپی دولت سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ اور دھنیہ ہیں شری داتا دیال شری ستگورو دیو جی مہاراج بھی۔ جنہوں نے اِس گھور کلی جُگ میں سیوا اور بھگتی کے کبھی نہ ختم ہونے والے (ان گھٹ) بھنڈار کھول دئے ہیں۔ اور اُنہی کے ذریعہ انیک جیوؤں کو بھوساگر سے پار اُتار رہے ہیں۔

کوِتا

سوانسوں کی قدر

(گذشتہ سے پیوستہ)

اب سنو وہ لکڑہارا
حال کیا کر ڈالتا
اُس نے جب دیکھا کہ
آہا! جنموں کی مٹی
جو کہ لکڑی ڈھونڈھنے سے
جنگل جنگل تھا بھٹکتا
وہ بھٹکنا سب الٹ گئی
اس باغ کی لکڑی کو پاکر
آج جو لکڑی ملی ہے
بادشاہ نے دے دیا مجھے
کاٹ کر سب لکڑیاں
بیچ کر اُن کوئلوں کو
نادان چندن کاٹ کر

کیا دشا کر ڈالتا
چندن والے باغ کا
لکڑی کا گھنا یہ باغ ہے
سب ڈُبدھا میری آج ہے
مَیں بہت پریشان تھا
اور بہت حیران تھا
اور سب پریشانی گئی
میری سب حیرانی گئی
وہ نہایت باکمال ہے
لکڑیوں کا ٹال ہے
کوئلے بناؤں گا
آجیو کا چلاؤں گا
کوئلے بناتا رہا

کوئلوں کو بیچ کر
کھلاتا اور کھاتا رہا

وہ اِسی میں خوش تھا جاہل
دُکھ درد میرا مٹ گیا

جنگل میں جا کر ڈھونڈھنا
لکڑی کا مجھ سے چھُوٹ گیا

پر مُفلسی اُس کی تو
ویسی ہی چلتی جا رہی

اُس کے جیون میں کوئی
تبدیلی نہیں تھی آ رہی

ایسا ہی کرتے ہوئے
اب دو برس تھے ہو چلے

اب تو لگ بھگ برکش بھی
سارے ختم تھے ہو چلے

جل کے کوئلے بن چُکا تھا
سارا چندن باغ وہ

بچ گئے تھے ایک کونے میں
برکش بس ایک دو

ایک دن راجا اچانک
آ گئے اُس اور تھے

کچھ سمے کی بات ہے
پہلے آئے جب ٹھور تھے

ہے وہی گھر لکڑہارے کا
لگے کچھ سوچنے

باغ چندن کا دیا تھا
لاکھ اُٹھایا ہوگا اُس نے

بیچ کر چندن کو اب تو
دھنوان بن گیا ہوگا

گھر بیٹھ کر کھاتا رہے
تو بھی نہ دھن ختم ہوگا

اتنے میں دیکھا لکڑہارا
سامنے سے آ رہا

جھونپڑے میں گھسنے لگا
راجا نے بُلوا لیا

آتے ہی اُس نے ادب سے
چرنوں میں پرنام کیا

پُوچھا راجا نے سجن!
تم نے ہے کیا کام کیا؟

کیا خبر ہے تیری
اور تیرے پریوار کی؟

لکڑہارے نے کہا۔ مہاراج! | کرپا ہے سب آپ کی
پھر کہارا جانے تم تو | اب تلک کنگال ہو
بے نصیب نکلے ہو تم تو | کیا ہوا سب مال وہ؟
ٹوٹا پھوٹا جھونپڑا | وہی درِدّتا کا حال ہے
بُرا حال بانکے دن والی | تمہاری چال ہے
تیری اوستھا بدلنے کو ہی | ہم نے ایسا کیا تھا
دے دیا تھا چندن باغ | تب یہ سوچا تھا
پا کے چندن باغ کو | دھنوان تم بن جاؤ گے
اپنے رہنے کے لئے | سُندر بھون بنواؤ گے
سوچتا تھا خوب تم نے | اُنّتی کی ہو گی
مجھ کو یہ اُمید نہ تھی | حالت تمہاری ویسی ہی ہو گی
مُجھ کو بھاری کھید ہے | کچھ بھی لیا نہ فائدہ
وقت کھو دیتے ہیں سارا | مورکھوں کا قاعدہ
لکڑہارے نے کہا مہاراج! | وہ جو باغ تھا
بہت ہی آرام اُس سے | میں نے پایا بادشاہ
پہلے تو جنگل سے لکڑی | لانی پڑتی تھی مجھے
تب کہیں مُشکل سے | اُس کے بناتا کوئلے
فکر سارا مٹ گیا | اُس باغ کے آدھار
جیون بھر نہ بھولوں گا | "سرکار کا اُپکار"
ایک دم حیران ہو کر | راجا جی کہنے لگے

ارے! تم چندن کے　　کوئلے ہی بناتے رہے ہے؟
افسوس آتا ہے تیری　　بے سمجھی اور نادانی پر
کوئلے چندن کے بنائے!　　دھکار تیری زندگانی پر
لکڑہارے نے کہا　　رو۔ رو کے اور کرتا بھی کیا
کوئلے بناتا نہ اگر　　تو کرتا ئیں کیسے نرواہ؟
یہ سُنا راجا نے۔ لکڑہارے سے　　تو از حد دُکھی ہوا
ایسے پرکھ ہین کو　　مَیں نے رتن کیوں دیدیا
جو کہ بُدھی ہین بس　　کوئلے بناتا ہی رہا
اور وہ بہو مُول رتن　　اُس نے یُوں ہی کھو دیا
دیکھ کر راجا کی حالت　　لکڑہارا گھبرا گیا
انت میں راجا نے پوچھا　　باقی بھی کچھ رہ گیا
لکڑہارے نے کہا　　بس ایک دو پیڑ ہی باقی بچے
جو کہ اُسی باغ کے　　ایک کونے میں ہیں کھڑے
اُداس من سے راجا نے　　لکڑہارے سے کہا
برکش جو باقی بچے ہیں　　چل کے وہ ہم کو دکھا
جا کے دیکھا کیا کہ　　چندن باغ سارا جل گیا
ڈھیر کوئلے کے لگے ہیں　　ہر طرف ہی جا بجا
چندن کی دیکھی دُردشا　　راجہ ہوئے من میں دُکھی
اُن کی جو حالت ہوئی　　جائے کسی سے نہ کہی
لکڑہارے نے کہا حضور!　　مجھ سے غلطی ہوئی

کارن اس کا ہے یہی　　چندن کی مجھ کو پرکھ نہ تھی
کرپا کر کے اب مجھے　　اس کی پرکھ کرائیے
انوگرہ مجھ پر کیجئے　　اوگن چت نہ لائیے
تت چھن ٹکڑا ایک　　چندن کا کٹا کر دیدیا
بیچ آؤ شہر میں　　یوں لکڑہارے سے کہا
جو ملیں گے دام اس کے　　لانا تم دربار ہیں
قدر تجھ کو تب پڑے گی　　چندن کے بیوہار میں
باقی کے جو پیڑ ہیں　　اُن کو ضائع کرنا نہیں
یہ ہے چندن بیش قیمت　　وئیرتھ اسے کھونا نہیں
لکڑہارا لے کے لکڑی　　شہر کو پھر چل دیا
جہاں سے گذرا واتاورن　　سب سُگندھت کر دیا
بیس پچیس روپوں میں　　وہ ٹکڑا بکا بازار میں
زار زار رونے لگا　　خود کو لگا دھکارنے
مَیں نے چندن باغ کا　　سچ مچ کیا ہے درُپیوگ
عمر بھر پچھتاؤں گا　　بھوگوں گا اپنے کرم بھوگ
دام لے کے لکڑہارا　　جب گیا دربار میں
چندن بکنے کا برتانت　　سُنا دیا دربار میں
ہنس کے راجا نے کہا　　جب ٹکڑا ہی مُولیہ وان ہے
کیوں تو ایسا باغ پاکر　　نہ بنا دھنوان ہے
اب یہ سوچو　　تم نے کتنا کر دیا نقصان ہے،

افسوس۔ اِتنے دھن کو　　پا کر نہ بنا دھنوان ہے
تم اسے لاتے اگر　　اُچت ڈھنگ سے پریوگ میں
کئی تمہاری پیڑھیاں　　لاتیں یہ دھن اُپیوگ میں
تم بھی سُکھی ہوتے　　تمہارا۔ پریوار بھی ہوتا سُکھی
جیون بھر سُکھ بھوگتے　　ہوتے کبھی نہ پھر دُکھی
جتنا چند دن بچ رہا ہے　　اُس سے پُورا کام لو
خیال سے بیچو اُسے　　اور پُورے پُورے دام لو
اس سے بھی جیون سُکھی　　بن سکتا ہے تیرا عزیز
زندگی سُدھرے گی تمہاری　　گر بات مانوگے عزیز
اب تو لکڑ ہارا　　اپنی۔ کرنی پر پچھتاتا ہوا
آنسوؤں سے منہ دھوتا ہوا　　اپنے گھر کو چل دیا
اسی لئے سنت پُرش ہیں کہتے　　چیت چیت اب چیت
پھر پچھتائے کیا ہوت　　جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت
اے پرانی! کچھ سوچ ذرا　　یہ تیری ہی کہانی ہے
لکڑہارے کی بھانتی تُو نے　　سوانسوں کی قدر نہ جانی ہے
اِک اِک سانس جو جائے تیرا　　ہاتھ سے جائے خزانہ ہے
سانسوں کے بارے میں سُن　　سنتوں کا جو فرمانا ہے
کبیر سو یا کیا کرے　　جاگن کی کر چونپ
یہ دم ہیرا لعل ہے　　گن گن گورو کو سونپ
یہ جو مالش تن ہے تیرا　　چند دن والا باغ ہے

ستگورو بن یہ جل جاتا　کام کرودھ کی آگ ہے
بِشئے بکار میں پھنستا ہے جو　کوئلے اس کے بناتا ہے
جو گورو پورے کی شرن میں جاتا　وہ ہی قیمت پاتا ہے
مانش تن کا ایک ایک انگ　نہایت قیمت دار ہے
لابھ اُٹھا۔ یا ضائع کر　تجھ کو اب ادھکار ہے
ہیں بیش قیمت سانس تیرے　ان کو بھجن ہی میں لگا
مُول اِک اِک سانس کا ہے　تین لوک کی سمپدا
بن سانسوں کے مانش تن کی　کوئی بھی مہتا نہیں
سانس نِت دن جا رہا ہے　لوٹ کر آنا نہیں
وہی چتر سُجان جو اس کو　شُبھ کاریہ میں لگاتا ہے
بھجن ابھیاس اور سیوا کا　اس سے لابھ اُٹھاتا ہے
جو اُچت اپیوگ میں لاتا　بُدھی مان کہاتا ہے
نام کا دھن کما کر اس سے　سچا دھنی بن جاتا ہے
یہ جنم بھاگوں سے ملا　پھر ہاتھ آنے کا نہیں
ہے نہایت قیمتی تن　بِرتھا گنوانے کا نہیں
جو پرائی اس جنم کو　نہیں بھگتی کے ارتھ لگا رہا
لکڑہارے کی طرح　وہ بھی کوئلے بنا رہا
چندن سا یہ تن ہے تیرا　گورو کی بھگتی کمائے تو
لوک پرلوک میں سنگ چلے　جو نام کی پونجی بنائے تو
نِندرا بھوجن بھوگ بھئے　سب جنموں میں ایک سمان

کل مالک سے ملنا کیول ۔۔۔ مانش جنم کو ہے وردان
عقلمند پروین وہ جگ میں ۔۔۔ جس نے نام کمایا ہے
قدر اُسی کی تہ لوکی میں ۔۔۔ جنم سپھل کر پایا ہے
ایک نردھن کا لڑکا بھی ۔۔۔ جب ودّیا حاصل کر لیتا ہے
اُس ودّیا کے بل بوتے پر ۔۔۔ عزّت پراپت کر لیتا ہے
لیکن ایک راجا کا لڑکا ۔۔۔ جو ان پڑھ ہی رہ جاتا ہے
اُس ودوان لڑکے کی مانند ۔۔۔ عزّت وہ نہیں پاتا ہے
ویسے ہی یہ بھگتی بھی ۔۔۔ برھم ودّیا کی مانند ہے
جو بھی اس کی کمائی کرتا ۔۔۔ وہ پاتا سچّا آنند ہے
بھگتی کے بن راجا بھی ۔۔۔ نہیں سچے سُکھ کو پا سکتا
سچے ارتھوں میں گورمکھ کا ہی ۔۔۔ لوک پر لوک سنور جاتا
ہے جھوٹی جگ کی مان بڑائی ۔۔۔ اس سے تم نہ پیار کرو
گورمکھ بن کے سب کاروائی ۔۔۔ گورو اُپدیش انوسار کرو
استھر رہنے والی عزّت ۔۔۔ گورو بھگتی سے پراپت ہوتی ہے
جھوٹے جگ کی پرتشٹھا تو ۔۔۔ قائم سدا نہیں رہتی ہے
مانش جنم وشیوں میں کھونا ۔۔۔ داسؔ ! کوئلے بنانا ہے
جس نے گورو کی بھگتی کمائی ۔۔۔ سانس کی قدر کو جانا ہے



گورومہما

مہاپُرشوں کا بچن ہے:-

گورُ کی مہما کتھن نہ جائی پاربرہم گورُ رہیا سمائی (گوربانی)

وقت کے سنت ستگورُو کی مہما کا بیان نہیں ہو سکتا۔ شری گورو نانک دیو جی فرماتے ہیں کہ پاربرہم پرمیشور گورو کی ذاتِ پاک میں سمایا ہوا ہے گورو شبد کا ارتھ کیا ہے اور گورو کیوں کیا جاتا ہے گورو کرنا کیوں ضروری ہے؟ ان باتوں کی سمجھ بوجھ بہت کم لوگوں کو ہوتی ہے۔ حقیقت میں "گورو" دو لفظوں گو + رُو کا مرکب ہے "گو" نام اندھیرے کا اور "رُو" نام روشنی کا ہے اندھیرے میں پرکاش کرنے یعنی شِش کے گھٹ میں گیان کی جیوتی جگانے اور اُسے چتانے والے کا نام "گورو" ہے۔ اور وہ سب سے اہم عظیم۔ سب سے برتر و بہتر اور سب سے بڑھ کر قابلِ تعظیم ہے یہ ظاہر و باطن دونوں حالتوں میں قابلِ پرستش ہے۔ یہی اول اور آخر ہے۔ جیسے باہر میں گورو ظاہر ظہور ملتا ہے ویسے ہی وہی باطن میں جلالی و جمالی شکل میں جلوہ نُما ہوتا ہے سچ تو یہ ہے کہ گورو ہی پاربرہم اور سب کچھ ہی ہے۔ ایسا ہی سبھی

سمرت گرنتھوں نے ورنن کیا ہے!

نانک سودھے سمرت بید پاربرہم گور ناہیں بھید (گوربانی)

جسے خوش قسمتی سے ایسے روحانی گورو کا ملاپ ہو گیا۔ تو اُس خوش نصیب نے روحانیت کی دولت پالی۔ گویا اُس نے سب کچھ پالیا۔ اگر گورو نہیں ملا۔ تو کچھ بھی نہیں ملا۔

گورو اس دنیا میں قدرتی وجود ہے جو بھولے بھٹکوں کو راہ راست پر لگاتا ہے۔ جس طرح سورج روشنی کا عنصر یا نور مجسم ہے اسی طرح گورو بھی روحانی ہدایت کا عنصر اور نور مجسم ہے۔ عنصر نام ہے تتو کا اور مجسم کے معنی ہیں جسم والا تتو یعنی جوہر نے لطیف سے کثیف بن کر جسم دھارن کیا۔ اور وہ گورو کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔

ہر تتو یا جوہر کی سمجھ بوجھ مجسم ہونے سے ہی آتی ہے جیسے سورج سے روشنی برف سے پانی۔ آگ سے حرارت وغیرہ۔ یہ سب جوہر یا عنصر کی مجسم صورتیں ہیں۔ اسی طرح گورو بھی حقیقت میں سوکشم اور باریک ہونے سے اصل میں شبد سروپ ہے۔ اسی واسطے ستگورو حقیقت میں شبد کا بھنڈار اور شبد مجسم ہیں۔ اُن کی ذاتِ پاک سے ہر وقت شبد کی دھارا رواں رہتی ہے جو بھولی بھٹکی روحوں کو راہ راست پر لانے کا کام کرتی رہتی ہے۔

حقیقت میں جسے گورو مل جائیں۔ اُسے پھر اور کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ اُسے اگر ضرورت رہتی ہے تو فقط اس بات کی۔ کہ ستگورو کی پاک اور نورانی صورت اُس کے دل میں جلوہ گر ہو جائے۔ تاکہ وہ اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے۔ کھاتے پیتے اور ہر کام کاج کرتے اُس پاک اور نورانی جلوہ کو اپنے گھٹ

میں عیاں اور نمایاں دیکھ سکے۔ اسی تمنّا کو مدِنظر رکھ کر وہ گورو شبد کا ابھیاس کرتا ہے۔ گورو کی سیوا کرتا ہے اور گورو کی آگیا یعنی شری بچنوں کا پالن کرتا ہے۔ تا کہ دل کا شیشہ صاف ہو جائے۔ شِشں جتنی بھی کمائی کرتا ہے صرف اسی مطلب و مقصد کے لئے۔ کہ اُس کے دل میں ستگورو کی پاک شخصیت کا عکس صاف صاف جھلکنے لگے۔

ستگورو کے دربار میں جس قدر بھی سادھن بتلائے جاتے ہیں۔ وہ صرف اسی غرض کے لئے۔ کہ شِشں کے دِل پر جو جنم جنم سے موہ مایا خود غرضی۔ نفسانیت۔ انانیت کے تہ در تہ کثیف و لطیف پردے یعنی غِلاف چڑھے ہوئے ہیں۔ وہ اُتر جائیں۔ اور دِل صاف شفاف ہو اُٹھے۔ اور دل صاف ہوتے ہی وہ چیز خود بخود اُس کے اندر جھلکنے لگے گی۔ جس چیز کے بالمقابل دِل کو درپن کی مانند روبرو ہونے کا موقع ملے گا۔

مثلاً آئینہ اگر صاف ہے تو اُس کے سامنے ہوتے ہی فوراً عکس دکھائی دیگا۔ اگر آئینہ زنگ آلود اور چکنا ہے اُس پر گرد و غبار کی تہ جم گئی ہے۔ تو اُس میں شکل و صورت اوّل تو دکھائی ہی نہیں دیگی۔ اگر دے گی تو دُھندلی ہو گی۔ اسی لئے درپن کو اچھی طرح صاف ستھرا کرنے اور چمکانے کی ضرورت ہے۔ ستگورو شبد کی کمائی کرنے اور ستگورو دربار کی سیوا۔ پوجا وغیرہ نیموں کے پالن کرنے اور اُن کی سختی سے پیروی کرنے کی ہدایت محض اسی لئے ہی کی جاتی ہے کہ شِشں کا دِل بہت جلد ہی ستگورو دربار کی سیوا کی رگڑ سے شیشے کی طرح صاف شفاف ہو جائے۔

ایک قصّہ ہے۔ قیصرِ روم کے دربار میں چینی مُصوّر رہتے تھے۔ جو اپنے فن میں باکمال تھے۔ ایک روز بادشاہ کی زُبان سے نکل گیا۔ کہ "کیا ہمارے مُلک میں ایسے لوگ نہیں ہیں۔ جو چینی مُصوّروں کی طرح تصویر بنا سکیں؟" اتفاق کی بات۔ چند

صوفی بھی اس وقت دربار میں موجود تھے اُنھوں نے کہا "کیوں نہیں۔ آپ کی سلطنت میں ایسے آدمی ہیں اور ہو سکتے ہیں۔" بادشاہ نے یہ سُن کر حکم دیا "اچھا تم لوگ اور چینی بھی اپنا اپنا کمال دِکھاؤ۔"

ایک مکان میں آمنے سامنے کی دو دیواریں اُس کام کے لئے تجویز کی گئیں طے یہ ہوا۔ کہ ایک دیوار پر چینی تصویر کھینچیں اور دُوسری پر رُومی۔ بیچ میں پردہ ڈال دیا گیا۔

چینیوں نے اپنی صنعت گری دکھانے کے لیئے بہت کچھ زر مانگا۔ جس سے اُنھوں نے کئی طرح کا نقش و نگار بنانے کا سامان منگوایا۔ لیکن صوفیوں نے بہت معمولی سا سامان (وہ بھی جو دیوار کو چمکانے اور صاف کرنے میں کارآمد ہو) منگوایا۔ دونوں ہی اپنے اپنے کام میں مصروف و مشغول ہو گئے۔ دو چار مہینوں کے بعد چینیوں نے آکر بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ "حضور تصویر مکمل ہو گئی۔"

قیصرِ روم نے رُومیوں سے متوجہ ہو کر پُوچھا "تم کیا کہتے ہو؟" اُنھوں نے بھی کچھ پس و پیش کے بعد جواب دیا "کہ حضور! ہماری بھی تصویر مکمل ہے۔"

بادشاہ اور درباری اُس ہال کمرہ میں پہنچے۔ پہلے چینیوں کی تصویر ملاحظہ کی گئی صنعت چین تو مشہور ہے۔ اُن کا کمال دیکھ کر سب متحیر اور ششدر رہ گئے۔ ہر شخص کی زبان سے تحسین و آفرین کے کلمے برآمد ہوئے۔

پھر جب رومیوں کی تصویر دیکھنے کو کہا گیا۔ تو صوفیوں نے درمیان کا پردہ ہٹا دیا۔ دونوں دیواروں پر ایک ہی قسم کی تصویر اور نقش و نگار نظر آئے۔ حیرت اور تعجب کی بات یہ تھی۔ کہ بمقابلہ چینیوں کے رُومیوں کی تصویر زیادہ دلکش صاف اور نمایاں تھی۔ درباریوں اور بادشاہ کی حیرانگی کی حد نہ رہی۔ پُوچھا "یہ کیا ماجرا

ہے" رومیوں نے عرض کی "چینیوں نے بہت سا روپیہ لگا کر۔ نہایت محنت اور عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ تب کہیں اپنے فن کا کمال دِکھا پائے ہیں لیکن ہم نے تو صرف دیوار کی صفائی کی طرف ہی توجہ دی ہے۔ جس سے دیوار صاف شیشہ بن گئی۔ اور بیچ کا پردہ اُٹھتے ہی جو شئے وہاں تھی۔ وہی یہاں بھی نمودار ہو گئی۔"

یہ سُن کر بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور دونوں کو یکساں انعام دلوایا۔

اس قصّے سے یہ سبق ملتا ہے کہ گورو کی ذاتِ پاک میں جو کمال ہے وہی کمال شِشّ میں صرف دِل کے تجلّا یعنی روشن۔ صاف ستھرا اور چمکیلا بنا لینے سے بآسانی نمایاں ہو سکتا ہے۔ صرف دل کی صفائی درکار ہے۔ دونوں دلوں میں ہمدردی ہو۔ سچا پریم ہو۔ پھر جو شئے وہاں ہے۔ یہاں بھی موجود ہو گی۔

اور یہ بات بھی واضح ہے کہ پری پُورن گورو دیو تو ہر دم یہی چاہتے ہیں۔ کہ شِشّ کا دِل صاف شفاف ہو جائے تاکہ اُس کے دِل میں ست وستو کا پرکاش جھلکنے لگے۔ کمی جتنی بھی ہوتی ہے شِشّ میں ہوا کرتی ہے۔ اور پُورن مہاپُرش اُس کی کمی کو دُور کرنے کی ہی فکر کیا کرتے ہیں شِشّ کو بھی لازم ہے کہ وہ اپنے دل کو صاف ستھرا بنائے رکھنے کا ہر وقت پُورا پُورا جتن کرتا رہے۔ تاکہ دونوں دِلوں میں یکسانیت اور یگانگی آجائے۔

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ کرو۔ دِل کو صاف بنانے کے لئے کرو۔ اور اُس میں گورو کا پاک تصوّر پختہ کرو۔ تاکہ اندر ہی اندر گورو کا رُوپ نقش ہو جائے لمحہ بہ لمحہ گورو کے پاک نام کا سُمرن کرو۔ نام اُس رُوپ کے پرگٹ کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔ جس طرح گائے کا لفظ کہنے سے تمہارے دل میں گائے کے نقش

ول لِنگار اور جسم کے تمام اعضا پرگٹ ہو جاتے ہیں۔ آم کا نام لیتے ہی آم کا درخت اور اس کے پھول پھل۔ پتے اور ٹہنیوں وغیرہ سب کا خیال لہرانے لگتا ہے۔ اُسی طرح گورو کی پاک ذات کا نام لیتے ہی اُن کی نورانی صورت آنکھوں میں دل میں دماغ میں جلوہ گر ہو اُٹھتی ہے۔ اِسی لئے ست پُرشوں کا فرمان ہے:۔

گورو گورو گورو کر من مور ۔۔۔۔۔ گورو بِنا مَیں ناہیں ہور
گُور کی ٹیک رہو دِن رات ۔۔۔۔۔ جا کی کوئے نہ میٹے دات (گوربانی)

ست پُرشوں کی یہ ہدایت ہے کہ اے میرے پیارے من! تو سدا گورو کا ہی سُمرن اور بھجن کر اور یہ یقین رکھ۔ کہ ستگورو کے بغیر تیرا لوک اور پرلوک میں کوئی سچا ہمدرد اور مددگار نہیں ہے۔ اس لئے رات دِن گورو کی ٹیک یعنی اوٹ آسرا پکڑ۔ اُن کی بخشی ہوئی نام کی امولک دات کو کوئی میٹنے والا نہیں ہے۔ یعنی گورو کی دات اس قدر سچی ہے کہ اُسے کوئی بھی رد نہیں کر سکتا۔

اگر حالت اس کے برعکس ہے۔ یعنی دل میں اگر ہر وقت گورو کا سمرن دھیان اور بھجن نہیں ہے۔ تو سادھک جب کبھی دھیان میں بیٹھتا ہے تو گورو کہ سوں دُور رہتے ہیں۔ اور کئی طرح کے خیالات۔ خدشات۔ توہمات نئی نئی صورت بنا بنا کر سامنے آتے رہتے ہیں جس سے طبیعت پریشان ہو اُٹھتی ہے۔ بھجن کا رس نہیں ملتا۔ اس وجہ سے حکم دیا گیا ہے کہ دِل کو صاف کرو۔ گورو کا ست سنگ اور اُن کی سیوا۔ درشن دھیان ہی دِل کی صفائی میں مددگار ہوتے ہیں۔ رفتہ رفتہ من کے صاف ہو جانے پر گورو کا نورانی سروپ باطن میں جلوہ گر ہو جاتا ہے۔

یہ حالت اُس وقت کی ہے جب مُرید اپنے میں اور گورو کی پاک ذات میں امتیاز رکھتا ہے جس وقت مُرید دھیان کرتے کرتے گورو کے روپ میں مستغرق اور محو ہو جاتا

ہے۔ اُس وقت اُس کی زبان سے یہ کلمہ بے اختیار برآمد ہوتا ہے :- ؎

من تو شُدم تُو من شدی من تن شُدم۔ تو جاں شُدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم۔ تو دیگری

(مولانا رومی صاحب)

ترجمہ :- مَیں تو ہوا یعنی تجھ میں سما گیا اور تو مَیں ہوا یعنی مجھ میں سما گیا۔ اب مَیں بمثل تن ہوں اور تُو اس تن میں جان یعنی رُوح رواں ہے۔ یک جان و دو قالب والا معاملہ ہے۔ کس کی مجال ہے جو کہہ سکے کہ مَیں اور ہوں۔ اور تُو اور ہے۔

جب ابھیاس میں ذرا قدم آگے بڑھا۔ زبان بند۔ گفتگو ختم۔ ہونٹوں پر خاموشی کی مُہر ثبت ہو گئی۔ سوائے خاموشی کے اور کچھ سُوجھتا نہیں۔ اندر ہی اندر ایسی خوشی لطف و سرور حاصل ہوتے ہیں۔ جو قلم لکھنے میں قاصر ہے۔ گورو کا جب غیبی ہاتھ سیوک کے سر پر آجاتا ہے پھر اُسے کسی چیز کی کمی نہیں رہتی۔ جیسے ورنن ہے :- ؎

گورو سمرتھ سر پہ کھڑے ؎ کہا کمی تو ہے داس
رِدھی سِدھی سیوا کریں مُکتی نہ چھوڑے پاس

(شری کبیر صاحب)

یہ بات کچھ مُشکل نہیں۔ صرف سیوک کے دلی ذوق و شوق کے جذبہ پر موقوف ہے۔ جسمانی لحاظ سے سنت ستگورو کا پاک وجود کہیں بھی ہو۔ مگر اُن کا غیبی ہاتھ ہر وقت سیوک کے ساتھ رہتا ہے جب سیوک کے سُرت اور من کا ناطہ اُن کے چرنوں سے جُڑا رہتا ہے تو وہ دُور رہتے ہوئے بھی ہر سمے سیوک کے قریب تر بنے رہتے ہیں۔

جیساکہ ورنن ہے :- ؎

لاکھ کوس پہ گورو بسیں دیجے سُرت پٹھائے

شبد تری اسوار ہو   پل پل آوے جائے
جو گورو بیں بنا رسی   شِشّ سمندر تیر
ایک پلک بسرے نہیں   جو گن ہوئے سریر

(شری کبیر صاحب)

ذرا صاف دِلی۔ یکسوئی اور یک رُخی سے گورو کا دھیان کرنا شروع کر دو
پھر ہزاروں کوس کی دُوری پر رہتے ہوئے بھی دل کی تار وہاں جڑی رہے گی
اور اندر ہی اندر رہنمائی ہوتی رہے گی۔ بقولِ فقیراں:-

۵

شیخ افغان است وے الت چوں حق
با مُریداں دادہ بے گفتن سبق

ترجمہ:- سنت ستگورو پُورن پُرش ہیں۔ اس میں ذرا بھی شک کی
گنجائش نہیں۔ سچ مچ ہی وہ حق یعنی مالکِ کُل کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور اُن کی پاک
شخصیت سے لب کشائی کے بغیر ہی مُریدوں کو راہنمائی کا سبق ملتا رہتا ہے کیونکہ
اُن کی ذاتِ پاک خود بخود مجسم سبق ہوتی ہے۔

جبکہ ایسے کامل ہادی (ہدایت کرنے والا) اور رہنما ہر وقت ساتھ ہوگا۔
تو اُن کی ذاتِ پاک سے رہنمائی کے ہدایات کیوں نہ موصول ہوتے رہیں گے؟ اسی
مدد کے لئے ہی تو انھوں نے انسانی جامہ اختیار کیا ہوتا ہے۔ یہی تو شِشّ میں کمی
ہے کہ اُس نے گورو کی ہستی کو سمجھا ہی نہیں۔ ورنہ گورو کا سوکشم سروپ ہر وقت
اور ہر جگہ اپنے سیوک کے انگ سنگ رہتا ہے۔   ۹

گُرو ماں تُس کر جاننے   تے نر کھئے اندھ

جہاں دُکھی سنسار ہیں　　آگے جم کے پھند
کبیر تے نر اندھ ہیں　　گورو کو کہتے اور
ہری رُوٹھے گورو ٹھور ہے　　گورو رُوٹھے نہیں ٹھور

(پرم سنت شری کبیر صاحب)

جو گورو کو سادھارن انسان خیال کرتے ہیں۔ معرفت کی رُو سے وہ اندھے ہیں۔ وہ چونکہ سنسار میں بھی گورو کی غیبی امداد سے محروم رہتے ہیں۔ اس وجہ سے اس جہان میں بھی سخت دُکھی اور پریشان رہتے ہیں۔ اور آگے اُس جہان میں بھی اُن کے لئے جم کا پھندہ تیار رہتا ہے۔

جتنے بھی رُوحانی منازل یا مرحلے ہیں۔ بغیر گورو کی مدد امداد اور راہنمائی کے اُن تک رسائی حاصل کرنا سخت دُشوار ہے۔ گورو کا تصور پختہ کرلو۔ پھر تم منزلِ مقصود کو بآسانی پالو گے۔

رازِ باطن کی خبر کس نے دی؟ گورو نے دی رسُن شکھر پر کس نے چڑھایا؟ گورو نے ہی تو چڑھایا۔ تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گورو کے اندر رازِ باطن موجود ہے۔ بلکہ گورو خود ہی مجسّم رازِ باطن ہے۔ تبھی تو اُس نے گھٹ کا پردہ اُٹھا کر اسرارِ معرفت کو ذہن نشین کرا دیا۔ اگر وہ خود مجسم حقیقت نہ ہوتے تو حقیقت کی خبر کیوں کر دیتے؟

اس لئے سنت پرشوں کی یہ ہدایت ہے کہ گورو کے ست سنگ میں بیٹھ کر اُن کے پوتر پروچنوں کو بغور سُنو۔ اور اس بات کا ہر دم دھیان رکھو کہ آیا اُن کے پروچن دل کے اندر جگہ کرتے جاتے ہیں یا نہیں؟ دِل کی حالت بدلتی جا رہی ہے یا نہیں؟ بے غمی اور بے فکری آتی ہے یا نہیں؟ اگر آتی ہے تو

ٹھیک ہے۔ اور نہیں آتی تو پھر اپنے اندر کی کمی کو دور کرنے کی پوری پوری کوشش کرو۔

گورو کی پاک اور عظیم ہستی کے بغیر روحانی رموز سے کون آگاہ کرتا؟ مانش جنم کی فضیلت کو کون جتلاتا؟ اور کس کو اپنی زندگی کے مقصد کی خبر ہوتی؟ یہ سب وقت کے سنت ستگورو۔ ست پرش پورن دھنی کے اُپکار ہیں۔ کہ انھوں نے شِشش کی خوابیدہ روح کو بیدار کیا۔ اور اُس پر حقیقت کے اسرار آشکارا کئے۔ اور قدم قدم پر ساتھ رہ کر روحانی منزلات کی دشوار گزار چڑھائی۔ اُترائیوں سے پار کر کے دھر دھام تک رسائی کرائی۔ اور کرا رہے ہیں۔ اُن کے اننت اننت اُپکار ہیں۔ اس لئے وید شاستر بار بار گورو کی مہانتا کے گُنانوواد گا رہے ہیں۔ کہ گورو کی مہما اگم۔ اننت اور اپار ہے۔

شُرتی سِمرتی مدھ بات پر دوئی — تارن گورو بنا نہیں کوئی
من بچ کرم گورو پگ درسے — تہاں ادویت تیہے جائی پرسے
گورو کرونا کر ہووے مکتا — دارِد روگ مِٹے سب تن کا
نانا بیت بید جس گاتے — دھن گورو دیو مُکتی کے داتے

(پینتیس اکھری۔ گوربانی)

گورو کے بغیر کوئی جیو کو بھوسا گر سے تارنے والا نہیں۔ شرتیاں اور سمرتیاں اسی بات کی بار بار چرچا کر رہی ہیں۔ کہ ادویت پد کو انسان تبھی پا سکتا ہے جب من بچن اور کرم سے گورو کے پاک قدموں کی سیوا خدمت کرے گا۔ گورو دیو جی کی کرپا سے انسان کی سبھی ترشنا آدک مانسک

بیماریاں نشٹ ہو جاتی ہیں۔ دھن ہیں ایسے میرے گورودیو! جو موکش پد کے داتا ہیں۔ وید شاستر اُن کی مہما گاتے ہوئے سدا نیتی نیتی پکار رہے ہیں کہ گورو کی مہما اتنی ہی نہیں اس سے بہت زیادہ ہے۔

اپنی بات

پریہ پاٹھک گن!

ماہنامہ آنند سندیش کے پچیسویں سال کا یہ بارھواں پرچہ ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اگلے ماہ مئی ۱۹۷۸ء سے ہمارا نیا سال شروع ہوگا۔

اِس چھبیسویں نئے سال کی خوشی میں ہم اپنے ست سنگی بھائیوں کی خدمت میں ایک نیا تُحفہ یعنی سالنامہ "آنند دیپ مالا" پیش کرنے والے ہیں۔ جو ماہ مئی ۱۹۷۸ء کا یعنی نئے سال کا پہلا پرچہ ہوگا۔

یہ سالنامہ معمولی پرچوں سے تقریباً دُگنے صفحات پر شائع ہوگا جس میں بھگتی بھاؤ کے مضامین اور کوتائیں و کتھائیں درج ہوں گی۔

آنند سندیش کے باقاعدہ گاہکوں کو یہ شاندار تحفہ اُسی سالانہ چندے کی رقم میں دیا جائیگا۔

سالانہ گاہک نہ ہونے کی صُورت میں سالنامہ کی قیمت ایک روپیہ پچیس پیسے فی جلد ہوگی۔

اُمید ہے یہ شاندار تُحفہ شری گورو مہاراج جی کی کرپا سے بیساکھی کے تہوار پر سب سجنوں کی سیوا میں پیش کیا جا سکے گا۔

سمپادک آنند سندیش

بھجن ۔ چتاونی

بطرز :۔ میری وہ اپنی چیز ۔۔۔۔۔۔

ٹیک :۔ جو شریر مِلا ہے تجھے بندے تیرے پاس پربھو کی امانت ہے
اِسے وِشیوں میں ہی گنوا دینا یہ تیری بڑی حماقت ہے

۱ ۔ تیری کایا اوزار بیگانہ ہے اِک دن تو اِسے لوٹانا ہے
اس سے کچھ فیض اُٹھانا ہے یہاں اصلی یہی صداقت ہے

۲ ۔ جس خاطر جگ میں آیا ہے مقصد وہ کیوں بھلایا ہے
گورو شبد کا رس نہ پایا ہے یہ تیری بڑی جہالت ہے

۳ ۔ نشور سُکھوں میں نہ اٹکے راہِ بھگتی سے نہ کبھی بھٹکے
پھر کبھو سے تیرے تُو نے کھٹکے سچے نام میں اتنی طاقت ہے

۴ ۔ ہر جُگ میں سنت جن آتے ہیں وہ نیند سے تمہیں جگاتے ہیں
ہر ہانی سے سدا بچاتے ہیں داس اُن میں الٰہی طاقت ہے

اطلاع

پریہ پاٹھک گن!

جیسا کہ سب پر بخوبی روشن ہے کہ ماسک "آنند سندیش" لگ بھگ پچیس (۲۵) سال سے بھگتی پرمارتھ اور روحانیت کے بلند و پاکیزہ خیالات کی اشاعت میں سرگرم رہ کر نہایت ہی جانفشانی و تندہی سے قدردان اصحاب کی خدمت کر رہا ہے۔ اور ہر خاص و عام کو روحانی فیض پہنچانا ہی اس رسالہ کا اعلیٰ ترین مقصد ہے رسالہ ہذا کی اشاعت سے سرمایہ کمانا ہمارا مقصد ہرگز نہیں ہے۔

اسی بات کے مدنظر رسالہ ہذا کی قیمت شروع سے ہی (یعنی مئی ۱۹۵۳ء سے) نہایت واجبی اور لاگت ماتر صرف آٹھ آنہ فی پرچہ (تینوں بھاشاؤں میں) رکھی گئی تھی۔ اور تب سے آج تک اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ حالانکہ اس دوران مہنگائی کافی حد تک بڑھی۔ مگر اپنے بلند مقصد کے پیش نظر ہم نے اس رسالہ کے سالانہ چندہ کو اسی چھ (۶) روپیہ پر برقرار رکھا۔

لیکن اب حالات کافی بدل گئے ہیں کاغذ کی لاگت۔ چھپائی کی لاگت وغیرہ میں بہت بڑی حد تک اضافہ ہو جانے کے سبب بہت مجبور ہو کر ہمیں اس رسالہ کی قیمت میں معمولی سا اضافہ کرنا پڑ رہا ہے اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ محض ایک روپیہ سالانہ کا معمولی سا اضافہ ہمارے پاٹھکوں کو ہر طرح سے پسند ہو گا۔

چنانچہ مئی ۱۹۷۸ء سے رسالہ ہذا کا چندہ سالانہ۔ اردو۔ ہندی۔ سندھی اور انگریزی۔ چاروں بھاشاؤں میں چھ (۶) روپیہ کی بجائے سات (۷) روپیہ ہو گا معمولی پرچہ کی قیمت فی پرچہ ۶۰ پیسے ہو گی۔

ممالک غیر سے بذریعہ سمندری ڈاک سالانہ چندہ	۱۸ — ۰۰ روپے
" " " " ہوائی ڈاک ایشیا	۴۰ — ۰۰ "
" " " " " یورپ	۶۰ — ۰۰ "
" " " " " امریکہ	۷۰ — ۰۰ "

سمپادک آنند سندیش

شری امربانی

سار وستو کی کھوج

نوٹ :- شری شری ۱۰۸ استری سنتگورو دیو شری تیسری بادشاہی جی مہاراج کی پوتر یاد میں اُنہی کے ہی شری پروچن ہر ماہ اپریل میں درج کیے جاتے ہیں۔

انسان دُنیا میں رہ کر سُکھ اور شانتی کا مُتلاشی رہتا ہے۔ ہمیشہ وہ اسی کھوج میں لگا رہتا ہے کہ مجھے سُکھ شانتی مِل جائے۔ اور اُس کی کاروائی بھی محض اسی خاطر ہی ہوتی ہے۔ کہ نتیجہ کی شکل میں سُکھ شانتی حاصل ہو۔ اِس قدر کھوج کرنے پر بھی گر اُسے سُکھ اور شانتی کی پراپتی نہیں ہوتی۔ تو اس کا سبب محض یہی ہے۔ کہ اُس کی تلاش ہی غلط ہے۔ جن پدارتھوں میں سُکھ اور شانتی ہے اُن میں تو وہ تلاش نہیں کرتا۔ اور دُنیا کے دھن مال۔ پدارتھ۔ اِستری۔ پُتر۔ کُٹمب پریوار آدمی اور دُنیاوی مان بڑائی۔ عزت وغیرہ اِن میں سُکھ شانتی ڈھونڈھتا ہے۔ مگر یہ سنساری چیزیں تو سُکھ دینے والی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ تو دُکھدائی ہیں۔ اسی لئے انسان بجائے سُکھ شانتی کو پاسکنے کے اُلٹے دُکھی ہوتا ہے۔ جب دُنیاوی سامانوں میں قُدرت نے سُکھ کا وجود پیدا ہی نہیں کیا۔ تو پھر کھوج کرنے والے کو ملے کہاں سے؟ اِن مایاوی پدارتھوں کا سُوبھاؤ ہی سُکھ دینے والا نہیں ہے۔ اِسی لئے اُن کو پاکر بھی انسان کو سُکھ کی پراپتی نہیں ہوتی۔

اس پر رامائن کی ایک کتھا ہے۔ کہ جب شری رام چندر جی مہاراج بن باس کا سمے بتیت کر کے اور لنکا کے راجا راون کو مار کر واپس ایودھیا لوٹ آئے۔ تو اُن کے ساتھ

ہیں اُن کے خاص پیارے سیوک وبھیشن جی ۔ سُگریو جی ۔ ہنومان جی اور انگد نل نیل وغیرہ بھی ایودھیا میں آئے تھے ۔ ایودھیا میں شری بھگوان کا راج تلک ہوا ۔ اُس راج تلک کے مہا اُتسو پر شری وبھیشن جی نے موتیوں کی ایک بیش قیمت مالا شری بھگوان کے چرنوں میں بھینٹ کی ۔ یہ مالا لنکا کے خاص خزانے سے لائی گئی تھی ۔ اور اُس کے ایک ایک دانہ کی قیمت لاکھوں روپیوں سے بڑھ کر تھی ۔ شری بھگوان نے وہ مالا اُٹھا کر شری سیتا جی کو دیدی ۔ اور سیتا جی نے اُسی وقت اپنے چرنوں کے پاس بیٹھے ہوئے پرم بھگت ہنومان جی کو وہ مالا بخش دی ۔ اِس طرح وہ بیش قیمت رتنوں کی مالا وبھیشن جی سے چل کر ہنومان جی کے ہاتھوں میں پہنچی ۔ ہنومان جی کو وہ مالا ملی ۔ تو اُنھوں نے اُسے ہاتھوں میں لے کر الٹ پلٹ کرنا شروع کیا ۔ اور بڑے غور سے اُس کے ایک ایک دانے کو دیکھنے لگے ۔ جیسے کسی خاص وستو کی کھوج کر رہے ہوں ۔ بڑی دیر تک وہ اُسے اچھی طرح دیکھتے رہے ۔ جب اِس طرح اُن کی تسلی نہ ہوئی ۔ تو اُنھوں نے اسی میں سے ایک دانہ توڑ لیا ۔ اور اُس دانے کو بڑی دیر تک بڑے دھیان سے دیکھا ۔ پھر اس کے چھید میں بھی جھانک کر دیکھا ۔ مگر اُن کی تسلی نہ ہو سکی ۔ اُس کے بعد اُنھوں نے ہر ایک دانے کو اسی طرح غور سے دیکھا ۔ مگر اطمینان نہیں ہوا ۔ تب وہاں سے اُٹھ کر تھوڑی دور پڑے ہوئے دو پتھر اُٹھا لائے ۔ اُن کی مدد سے اُنھوں نے ایک دانے کو توڑ ڈالا ۔ اس کا ریزہ ریزہ کر کے ہر ایک ریزے کو غور سے دیکھتے رہے ۔ آخر میں اُنھوں نے وہ ریزے زمین پر بکھیر دئے ۔ اُس کے بعد اُنھوں نے دوسرے منکے کو بھی اسی طرح ریزہ ریزہ کر دیا ۔ اور اس کے ریزوں کو بھی اچھی طرح دیکھ لینے کے بعد بکھیر دیا ۔ اب تیسرے دانے کو توڑنے کی فکر میں ہوئے ۔ سب سبھا سد بڑی حیرانی سے شری ہنومان جی کی اس انوکھی کاروائی کو

دیکھ رہے تھے۔ سب کے دِل میں افسوس ہو رہا تھا۔ کہ اتنی بیش قیمت موتیوں کی مالا کس ناقدر دان کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے۔ جو اس کے ریزے ریزے کر کے بکھیرے ڈالتا ہے لیکن سب خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ کسی نے ہنومان جی کو ٹوکا نہیں۔ اب جبکہ شری ہنومان جی دو موتیوں کے ریزے بکھیر ڈالنے کے بعد تیسرے کو توڑنے لگے تو وبھیشن جی سے نہ رہا گیا۔ وہ فوراً بولے "ہنومان جی! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ اتنے قیمتی موتیوں کو آپ ناحق توڑ پھوڑ کر خاک میں ملا رہے ہیں؟"

یہ سُن کر ہنومان جی بولے "وبھیشن جی! آپ نہیں جانتے میں ان موتیوں میں ست وستو کی کھوج کر رہا ہوں کہ اتنے خوبصورت نظر آنے والے رتنوں میں کہیں مالک کا سچا نام بھی ہے یا نہیں؟ کیونکہ سچے نام کے بغیر کسی چیز کی بھی کوئی قیمت نہیں۔ جب مجھے اِن میں نام نظر نہ آیا۔ تو میں نے اُنھیں توڑ کر دیکھنا چاہا شاید ان کے اندر ہی کہیں مالک کا نام سمایا ہوا ہو۔ مگر اِن میں مالک کا نام نہیں ہے۔ یہ بالکل بے قیمت اور توڑ پھوڑ ڈالنے لائق ہیں۔"

اتنا کہہ کر وہ پتھر اُٹھا کر باقی کے بھی موتیوں کو اسی طرح توڑنے لگے۔ تب سبھا میں سے کسی نے اُٹھ کر سوال کیا "ہنومان جی! جب آپ کہتے ہیں۔ کہ جس چیز میں مالک کا نام نہیں۔ وہ محض بے قیمت ہے تو کیا آپ کے اندر بھی نام سمایا ہوا ہے؟" یہ سُنتے ہی شری ہنومان جی نے بھری سبھا میں اپنے ناخنوں سے سینہ چیر کر سب کو دِکھلا دیا۔ سب نے حیرانی سے دیکھا۔ کہ اُس کے روم روم میں پربھو کا پوتر نام سمایا ہوا تھا۔

کتھا کا مطلب یہ کہ ایک مالک کا نام ہی سار وستو ہے۔ اُس کے سوا باقی سب اسار ہے۔ جن موتیوں کو سب لوگ بیش قیمت سمجھتے تھے۔ اور اُن

کی اتنی قدر کرتے تھے۔ شری ہنومان جی اُن میں سچے نام کو تلاش کرتے تھے۔ اور جب اُن میں مالک کا نام نہیں پایا۔ تو وہ سب اُن کی نظروں میں بے قیمت ہو گئے۔ اِسی طرح ہی عام دُنیا درشٹ مان پدارتھوں میں۔ دھن مال میں اور سُکھدائی نظر آنے والے دُنیاوی رسوں میں سچے سُکھ کی تلاش کرتی ہے۔ مگر یہ سب ظاہر میں سُکھدائی معلوم ہوتے ہوئے بھی اصل میں دُکھدائی ہیں۔ اِن میں سار کچھ بھی نہیں ہے۔ ست پُرشوں کی بانی ہے:۔

دوھا

سانتھ نہ چالے بن بھجن　　　بکھیا سگلی چھار
ہر ہر نام کماونا　　　نانک ایہہ دھن سار (سُکھمنی)

سار وستو تو فقط نام ہے۔ باقی سب درشٹ مان متھیا ہے۔ بھول اور بھرم کے وِش میں ہو کر انسان سنسار کے پدارتھوں کو ہی سُکھدائی سمجھ بیٹھتا ہے۔ لیکن نتیجہ میں دُکھ کو حاصل کرتا اور پچھتاتا ہے۔

۵

خود کردہ را علاجے نیست

اپنے کئے کا کوئی علاج نہیں ہے۔ جب آپ ہی جھوٹے پدارتھوں سے دِل لگایا۔ تو نتیجہ میں دُکھ اور اشانتی بھی پلّے پڑی۔ اِس میں کسی کا کیا دوش؟ اپنی کرنی کا پھل تو بھوگنا ہی پڑتا ہے۔

مرنہ جاہی جن بسرت رام　　　نام بہون جیون کون کام
(گورو بانی)

سنت جن فرماتے ہیں۔ کہ نام کمائی کے بغیر جیون بر تھا ہے۔ سنساری پدارتھوں

میں دِل کو اٹکانے کا نتیجہ دُکھ کے سوائے اور کچھ بھی نہیں ۔ نام ایک سار وستو ہَے ۔ اور اُسی میں ہی سچاّ سُکھ ہے ۔ دُنیاوی سُکھ اُس سچے رُوحانی سُکھ کے مُقابلے میں کچھ بھی وُقعت نہیں رکھتے ۔

دوھا

فریدا سکر کھنڈ نِوات گُڑ   ماکھو مانجھا دُدھ
سبھے وستو مِٹھیاں   رب نہ پُجن تُدھ

(شیخ فرید)

"شیخ فرید صاحب فرماتے ہیں ۔ کہ دُنیا کے سبھی پدارتھ اپنی اپنی جگہ پر میٹھے اور لذیذ بیشک ہَیں ۔ لیکن مالک کے نام میں جو امرت رس کا سُواد ہے ۔ اُس کا مقابلہ یہ سب مِل کر بھی ہرگز نہیں کر سکتے "۔

یہی جیو کی سب سے بڑی بھُول ہے ۔ کہ وہ دُنیاوی پدارتھوں ۔ لذّتوں اور رسوں میں پھنس گیا ہے اور اِن میں سُکھ مان کر ہر وقت اُنہی کی خواہش کرتا ہے ۔ لیکن سنت جن ست پُرش فرماتے ہیں ۔ کہ جس ظاہری سُکھ پر تو اِس قدر دیوانہ اور متوالا بنا پھرتا ہے ۔ اُس کا نتیجہ تو دُکھ ہی دُکھ ہے ۔ اور جو اصل میں سچاّ سُکھ ہے وہ تو سچے نام میں ہے ۔ اُس اصلی سُکھ سے یہ انسان بے خبر بنا ہوا ہے لیکن اگر اُس سُکھ کا ایک بار انوبھو کر لے ۔ تو پھر یہ سبھی سُکھ اُس کی نظر میں پھیکے پڑ جائیں ۔ جو کہ اصل میں ہَیں بھی پھیکے ۔ لیکن بھرم سے اُن میں سُکھ سمجھتا ہے ۔

دوھا

جھوٹے سُکھ کو سُکھ کہیں   مانت ہَیں من مود
جگت چبینا کال کا   کچھ مُکھ میں کچھ گود

سنت پُرش تو ہر بار حقیقت جتلاتے ہیں۔ اسی حقیقت کو جتلانے کے لئے ہی دُنیا میں سنتوں مہاپُرشوں کا ظہور ہوتا ہے۔ اور وہ سنساری جیووں کو بھول اور بھرم کے چکر سے نکال کر اُس سار وستو کا بھید بتلاتے ہیں۔ اُن کا ہمیشہ یہ کہنا ہوتا ہے۔ کہ جھوٹے سُکھ میں بھولے مت رہو۔ سچے سُکھ کی کھوج کرو۔ سار وستو کا بھید پراپت کرو۔ وہ سار وستو کیا ہے؟ وہ مالک کا نام ہے۔ جو گھٹ گھٹ میں رما ہوا موجود ہے۔ اُس کو اپنے اندر میں پرگٹ کرنے کے لئے مہاپُرش بھجن دھیان۔ ابھیاس اور سیوا کی یُکتی بتلاتے ہیں۔ جس سار وستو کو شری ہنومان جی موتیوں کی مالا میں تلاش کرتے تھے۔ جسے پراپت کر لینے سے سچے سُکھ اور سچی شانتی کی پراپتی ہوتی ہے۔ اور جسے پاکر پھر سب جھوٹی خواہشیں اور مایاوی رسوں کی چاہ وغیرہ مِٹ جاتی ہے۔ اُسی کی کھوج کرو۔ اس کے سوائے باقی سب دھوکہ ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں ہے۔ کہ مایاوی پدارتھوں کا بالکل تیاگ کر دینا ہے۔ نہیں یہ مایاوی سامان محض جیون کے برتنے کے لئے ہیں اِن میں من کو پھنسانا اور آسکت ہو رہنا غلطی ہے۔ [illegible] سامانوں اور پدارتھوں میں برتتے ہوئے گورمکھ کا من ہمیشہ سچے نام میں رچا رہتا ہے۔ اور اس طرح سار وستو میں چت کو لگا کر وہ سچے سُکھ کا انوبھو اپنے اندر میں کر لیتا ہے۔

(راتی شُبھم بھوتو)

APRIL, 1978
R. NO. 13124/57

D. NO. GUNA DN./5/M.P.
LICENCE NO. 62

پریما بھگتی - پرمارتھ - روحانیت - ویراگیہ اور شانتی کے

خیالات کو پھیلانے والا

ماہوار رسالہ

آنند سندیش

شری آنند پور صاحب

پڑھیے اور اپنی روحانی پیاس بجھایئے

۱- یہ ماہوار پرچہ شری آنند پور صاحب سے تین زبانوں اُردو - ہندی اور سندھی میں چھپتا ہے

۲- آنند سندیش کاریالیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی دو تاریخ کو باقاعدہ شائع کیا جاتا ہے

۳- آرڈر دیتے وقت جس بھاشا میں اور جس مہینہ کا پرچہ درکار ہو صاف صاف لکھیں۔

۴- یہاں سے ہر ایک کا ٹکٹ لگا کر پرچہ ٹھیک وقت پر بھیج دیا جاتا ہے لیکن اگر کسی پریمی کو پرچہ پندرہ تاریخ تک نہ پہنچے۔ تو پہلے ڈاک خانہ سے پتہ کریں۔ (۵) اور اگر ڈاکخانہ سے بھی پتہ نہ لگے۔ تو بیس تاریخ کے بعد کاریالیہ آنند سندیش کو اطلاع دے دیں۔

۶- پتہ کی تبدیلی کے لئے اطلاع دفتر میں مہینے کی ۲۵ تاریخ تک پہنچ جانی لازمی ہے۔ تاکہ بروقت تعمیل ہو سکے۔ دیر سے آنے والی اطلاعات کیلئے شکایت معاف۔

۷- خط وکتابت کرتے وقت اپنے پتہ نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

۸- جملہ خط وکتابت نیچے کے پتہ پر کریں۔

دفتر آنند سندیش شری آنند پور ڈاکخانہ شری آنند پور ضلع گنہ (مدھیہ پردیش)